

Vol. II
No. 13



Friday
25th September, 1953

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

**PART II—PROCEEDINGS OTHER THAN
QUESTIONS AND ANSWERS**

CONTENTS

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Friday, 25th September, 1953.

The House met at Half Past Two of the Clock.

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR]

Questions and Answers

[SEE PART I]

L. A. Bill No. XXIV of 1953, the Hyderabad Land Improvement Bill.

Mr. Speaker: Let us proceed to the next item on the Agenda: Continuation of clause by clause reading of the Hyderabad Land Improvement Bill.

(May's Parlia- جو سوال اٹھا تھا اس کے متعلق میز پارلیمنٹری پرائکٹس
mentary Practice) کے صفحہ (۵۲۹) پر یہ لکھا ہے کہ -

“Amendments may be made in every part of the Bill, whether in the clauses or the schedules. Clauses may be left out and new clauses and schedules added.”

گویا اس کی اجازت ہے۔ اور بھی بہت سی چیزیں اسمیں ہیں۔ اسی کتاب کے صفحہ (۵۳۸) میں یہ ہے کہ -

“New clauses are normally considered after the clauses of the Bill have been disposed of, and the insertion of any that are passed in their proper place in the Bill is not fixed by the Committee but is left out to be settled between the Member in charge of the Bill and the Public Bill Office.”

مگر وہاں آفس ہے اور وہاں کا ایک طریقہ ہے۔ اس کے علاوہ پیج (Page) نمبر (۵۴۶) میں یہ ہے کہ -

“New clauses, notice of which had not been circulated but which were allowed by the Speaker to appear on the notice paper, when reprinted for the information of the members” -

نیو کلاؤس کیلئے بھی گنجائش ہے۔ اب جو نیا کلاؤس وہ لیا جائیگا۔

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ (چنا کونڈور) - اس سلسلہ میں رول نمبر ۱۳۷ بھی
ہے وہ یہ ہے -

An amendment shall not be inconsistent with the previous decision of the Assembly on the same question.

مسٹر اسپیکر - امینڈمنٹ کے طور پر نہیں ہے۔ یہ تو نیا کلاز ہے۔ نئے کلاز کے طور
پر میں لے رہا ہوں - رول نمبر (۱۳۷) کلاز (۴) یہ ہے کہ

“The Speaker shall have power to select the new clauses or amendments to be proposed.”

یعنی گویا نیا کلاز آسکتا ہے -

آئی. رتنلال کوٹےچا : (پاٹوڈا) माननीय अध्यक्ष महोदय, मैंने जो कुछ सुझाव दिया है वह जिस बिल में काफी महत्व का स्थान रखता है और साथ ही साथ जिस बिल की कमीकी पूर्तता करता है। जिस बिल के क्लाज ५ से १९ तक आप पढ़ते चले जायेंगे तो आपको मालूम होगा कि स्कीम बनाने से अक्जीक्यूट करने तक बहुत बड़ा और लंबा चौड़ा प्रोसीजर रखा गया है और जिस में काफी समय चला जाता है असा प्रोसीजर रखना कास्तकारों की दृष्टि से ठीक मालूम होता है लेकिन कभीकभी ऐसे प्रसंग आ जाते हैं कि जब प्रोसीजर हो और हुकूमत कोजी स्कीम बनाती है तो उसको जिस से नुकसान हो जाता है। वह स्कीम जल्द अमल में नहीं आती। अुदाहरणके तौर पर मैं आपके सामने रखना चाहता हूं कि अगर फैमिन कंडीशन्स आ जायें या स्केअर्सिटीका अंदाजा हो और उस वक्त अगर गवर्नमेंट की कोजी स्कीम बनी हो और अगर किसी रफ्तार से गवर्नमेंट चले तो मैं समझता हूं कि फैमिन या स्केअर्सिटी खतम होने के बादही वह स्कीम अमलमें आयेगी। ऐसे वक्त मैं गवर्नमेंट को बहुत तेज रफ्तार से जाना पड़ता है। जिस लिहाज से मैंने जिस नये क्लाज को रखा है। बंबयी के अेक्ट में भी ऐसा रूल है। मैं जिस नये क्लाज के बारे में ज्यादा कुछ न कहतेहूये हाअूस से अपील करता हूं और चीफ मिनिस्टर साहब से विनंति करूंगा कि वे भेरे जिस नये क्लाज को स्वीकार करें।

مسٹر اسپیکر - اسکے بعد وضاحت بھی کی گئی ہے۔ میں (May) کی کتاب کا بیچ
نمبر ۵۴۷ پڑھ رہا ہوں -

“On being called by the Speaker, the Mover of the new clause brings it up and may speak in support thereof;”

جیسا کہ ابھی انہوں نے سپورٹ میں تقریر کی ہے -

“After it has been seconded, the clause is read the first time without question put.”

کوئسجن پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

“The question is then proposed from the chair that the clause be read a second time.”

پھر اسکے بعد ۔

“This is the proper time for the opposing of clause, and the proposer may again address the House in its favour.”

گویا اسکے خلاف اگر کسی کو کچھ کہنا ہے تو کہہ سکتے ہیں ۔ اسکو پروپوز (Propose) کرنا پڑیگا ۔

* شری سری پت راؤ نواسیکر (اورنگ آباد) ۔ مسٹر اسپیکر سر ۔ شری رتن لعل کوٹیچہ نے نیا کلاز قائم کرنے کیلئے جو پروپوزل (Amendment proposal) پیش کیا ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں ۔ یہ نیا کلاز بل میں آنا نہایت ضروری ہے ۔ جب کبھی فیمین (Famine) آتا ہے یا اسکیرسی (Scarcity) کے حالات رونما ہوتے ہیں یا بارش نہ ہونے کی وجہ سے پیداوار نہیں ہوتی ہے تو ایسے مقامات کیلئے گورنمنٹ کو عارضی طور پر کوئی اسکیم عمل میں لانا پڑتا ہے ۔ ایسے کام فیمین بورڈ کے تحت عمل میں لانے پڑتے ہیں اسکے لئے خاص ضابطہ ہے جسکے تحت دیر ہو جاتی ہے ۔ لینڈ امپروومنٹ کے سلسلہ میں جو نیا بل بنایا جا رہا ہے اس بل میں کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیئے کہ فیمین ہو یا اسکیرسی کی حالت ہو ایسے ایریاز میں ہم ایسے اسکیم عمل میں لاسکیں ۔ جو تحریک پیش ہوئی ہے وہ نہایت واجبی ہے میں ہاؤز سے استدعا کرونگا کہ اسکو منظور کیا جائے ۔

Mr. Speaker : The question is :

“That clause 20A stand part of the Bill.”

The motion was adopted.

Clause 20A was added to the Bill.

Mr. Speaker : The question is :

“That Short title, extent, commencement and Preamble stand part of the Bill.

The motion was adopted.

Short title, extent, commencement and Preamble were added to the Bill.

Shri B. Ramakrishna Rao : Sir , I beg to move :

“That L.A. Bill No. XXIV of 1953, a Bill to ensure proper utilisation of land and to provide for the making and

execution of schemes relating to the construction of tanks, embankments and other works, the prohibition and control of grazing for the purposes of preservation of soil, prevention of soil erosion, improvement of water supply and other matters in order thereby to protect and improve lands and crops in the State of Hyderabad, be read a third time and passed."

شری کے - وینکٹ رام راؤ - (۲۰) اے میں کلار ۴ سب کلار (۱) لکھا گیا ہے۔

مسٹر اسپیکر - آفس سے اس میں ورلڈ امینڈمنٹ کیا جائیگا ایسی چیزوں میں اسپیکر کو کانسی کوئیشنل اختیارات دئے گئے ہیں۔

The question is :

"That L. A. Bill No. XXIV of 1953, a Bill to ensure proper utilisation of land and to provide for the making and execution of schemes relating to the construction of tanks, embankments and other works, the prohibition and control of grazing for the purposes of 'preservation of soil, prevention of erosion, improvement of water supply and other matters in order thereby to protect and improve lands and crops in the State of Hyderabad, be read a third time and passed."

The motion was adopted.

Business of the House

مسٹر اسپیکر - اب ایجنڈے کے لحاظ سے حیدرآباد آبکاری امینڈمنٹ بل لیا جانا چاہئے۔
لیکن اسکے ساتھ ساتھ یہ طے کیا گیا ہے کہ ۲۰ تاریخ کو ٹینسی بل لیا جائیگا۔

Shri Annaji Rao Gavane : Mr. Speaker, Sir, Yesterday, the leader of the U.P.P. requested you, that the second reading of The Hyderabad Tenancy and Agricultural Lands (Amendment) Bill, as reported by the Select Committee, might be taken up to-day itself. I would reiterate that request. Sir, I am sure that Hyderabad Abkari (Amendment) Bill will be finished today.

مسٹر اسپیکر - بات یہ ہے کہ میرے نزدیک ٹینسی بل ایک اہم بل ہے۔ میں یہ چاہتا تھا کہ سرسری طور پر اس پر تھوڑا سا ڈسکشن آج کیا جائے اور جنرل ڈسکشن ۲۸ تاریخ سے شروع کیا جائے۔

شری اناجی راؤ گوانے - آج نہ لیا جائے تو پرسوں ٹھیک طور پر پیش ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہی ایک بل ہمارے سامنے اہم ہے۔ اور اسکے لئے کافی وقت کی ضرورت ہے۔

مسٹر اسپیکر - اسی لئے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آج بھی اسپر کچھ ڈسکشن ہو جائے تاکہ وقت کافی ملے۔ آبکاری بل کو کسی صورت میں لینگے۔ لیکن ٹینسی بل کو ۲۸ تاریخ کو لینا ضروری ہے۔ ٹینسی بل بہت اہم ہے اسکو کسی صورت میں ادھورا نہیں چھوڑا جاسکتا۔ اگر ہاؤس کے ممبرس کی رائے یہ ہے کہ آج نہ لیا جائے تو میں ٹائم زیادہ نہیں بڑھاؤنگا۔

شری اناجی راؤ گوانے۔ ٹائم بڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ مجھے بھی کوئی عذر نہیں۔

Mr. Speaker: Then we will take up the Abkari Amendment Bill.

L. A. Bill No. XIX of 1953, the Hyderabad Abkari (Amendment) Bill, 1953.

Minister for Excise, Customs, Forests and Revenue (Shri K. V. Ranga Reddy): I beg to move:

"That L. A. Bill No. XIX of 1953, a bill to amend the Hyderabad Abkari Act, be read a second time."

Mr. Speaker: The question is:

"That L. A. Bill No. XIX of 1953, a bill to amend the Hyderabad Abkari Act, be read a second time."

The motion was adopted.

Clause 2

Shri Abdur Rahman (Malakpet): I beg to move:

"That in line 6 of clause 2 of the Bill, the word "fine" be omitted."

Mr. Speaker: Amendment moved:

"That in line 6 of clause 2 of the Bill, the word "fine" be omitted."

شری عبد الرحمن - مسٹر اسپیکر - اس ترمیم کے ذریعہ قانون آبکاری کی دفعہ (۲) میں محصول آبکاری کی تعریف کے سلسلہ میں جرمانہ بھی شریک کیا گیا ہے۔ میں نے اس قانون کے ہر دفعہ کو پڑھا ہے اس میں کہیں بھی کسی عہدہ دار آبکاری کو جرمانہ کا اختیار نہیں دیا گیا پھر جرمانہ کے الفاظ زینت قانون کیوں بنے ہوئے ہیں۔ فرسٹ ریڈنگ کے موقع پر آنریبل منسٹر صاحب نے کہا تھا آبکاری کے عہدہ داروں کو ایک پیسہ بھی جرمانہ

کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ جب عہدہ داران آبکاری کو قانون کے تحت جرمانہ کا اختیار نہیں دیا گیا ہے تو پھر اسکی تعریف میں لفظ ”جرمانہ“ کا اضافہ کرنا یا رکھنا غیر ضروری ہے۔ جسقدر جرمانوں اور سزاؤں کا تعلق ہے اس کا اختیار عدالتوں کو ہے۔ اور عدالتوں سے جو جرمانہ ہوگا وہ محصول آبکاری کے طور پر سررشتہ آبکاری حاصل نہیں کریگا۔ وہ آمدنی عدالت کی ہوگی اور اس آمدنی کو عدالت جمع کریگی۔ اس سے سررشتہ آبکاری کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اس لحاظ سے اس قانون کی دفعہ (۲) میں جو ”جرمانہ“ کا لفظ ہے اسکو خارج کرنا چاہئے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اس پر کافی غور و خوص کیا جائے۔ یہ کسی دفعہ میں نہیں ہے، نہ سابقہ قانون میں ہے اور نہ حالیہ تریبمی قانون میں جرمانہ کا اختیار عہدہ داران آبکاری کو دیا گیا ہے۔ اس لئے اس لفظ کو خارج کردینا چاہئے۔ بلاوجہ تعریف میں یہ الفاظ داخل کئے گئے ہیں۔

[MR. DEPUTY SPEAKER IN THE CHAIR]

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ کیا آنریبل منسٹر آبکاری کچھ فرمائیگے؟

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی۔ ضمن (۱) میں محصول آبکاری سے مراد وہ محصول، جو قانون شراب کے تحت یا کسی اور نافذ الوقت احکام کے تحت محکمہ کے عائد کردہ کسی رسوم، نزول، ٹیکس، فیس، جرمانہ یا تاوان یا ضبطی سے واجب الوصول ہوتو اس میں جو جرمانہ کا لفظ رکھا گیا ہے وہ محصول آبکاری کی تعریف بتانے کے لئے رکھا گیا ہے۔ یہاں اس لفظ کے رکھنے سے عہدہ داران کو جرمانہ کا اختیار دینا جیسا کہ میرے فاضل دوست سمجھ رہے ہیں وہ غلط ہے۔ جرمانہ کے طور پر جو رقم ہوگی اوس سے مراد محصول آبکاری ہے۔ یہی چیز واضح کرنے کے لئے لفظ ”جرمانہ“ رکھا گیا ہے۔ اسلئے لفظ ”جرمانہ“ حذف کرنے کی ضرورت نہیں۔

شری عبدالرحمن۔ کیا آنریبل منسٹر وضاحت فرمائیگے کہ وہ کونسی آمدنی ہے جو جرمانہ کے طور پر وصول کی جاسکتی ہے اور جسکا عہدہ داران آبکاری کو اختیار دیا گیا ہے؟

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی۔ میں نے اس سے پہلے آپ سے کہا کہ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ عہدہ داران آبکاری جو جرمانہ صادر کرتے ہیں وہ وصول کیا جائے۔ بلکہ جرمانہ کی جو رقم ہوگی وہ کس مد میں جمع کریں گے، یا کس نام سے اوسکو موسوم کریں گے یہ واضح کرنے کے لئے یہ لفظ رکھا گیا ہے۔ عہدہ داران آبکاری جرمانہ عائد کرتے ہیں۔ اس وجہ سے لفظ جرمانہ موجود ہے اور عدالت عائد کرے تو وہ محصول آبکاری ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے۔ جو جرمانہ وصول ہوگا اوس رقم کو کس نام سے موسوم کیا جائے اوسکی وضاحت کے لئے یہ لفظ ہے۔ اختیارات سے یا تعریف سے اس کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ جتنے اختیارات کا ذکر کیا گیا ہے وہاں جرمانہ سے یہ مراد ہوتی ہے کہ تعقدار یا ناظم آبکاری یا منہتمم آبکاری کوئی ہو جرمانہ عائد کر سکتا ہے۔

شری عبدالرحمن - چونکہ جرمانہ عدالت وصول کرتی ہے اور تعزیرات میں جرمانہ کے تعلق سے جواختیار عدالت کو دیا گیا ہے وہ عدالت کی آمدنی کے طور پر جمع ہوتا ہے وہ ایک مستقل مدد ہے۔ اسمیں سررشتہ آبکاری یا کروڑ گیری یا سررشتہ مال کا کوئی علقہ مد نہیں ہوا کرتا۔ آبکاری کے مقدمات کے سلسلہ میں بھی۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال و جواب کا موقع نہیں ہے۔ کیا آپ کی اسٹمنٹ ووٹ کے لئے رکھی جائے ؟

شری عبدالرحمن - آنریبل منسٹر اگر اسکی وضاحت کردیں تو میں اسکو واپس لے سکتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - مگر یہ ڈسکشن نیورنڈنگ (Never-ending) ہوتا جا رہا ہے۔ صرف ایک مرتبہ تفصیل پوچھ سکتے ہیں۔ اگر تین تین چار چار مرتبہ پوچھا جائیگا تو یہ کلیرفکیشن کا سلسلہ ختم نہ ہوگا۔

شری عبدالرحمن - میں سمجھتا ہوں کہ اگر اصلاح نہ ہو تو ممکن ہے کہ واضعان قانون پیچیدگیوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اگر اس طرح بتایا جائیگا کہ یہ سررشتہ آبکاری کا جرمانہ یا سررشتہ آبکاری کا محصول ہے وغیرہ، وغیرہ تو پوری تعزیرات کو بدلنا پڑیگا۔ عدالت کو جرمانہ کی جو آمدنی ہوتی ہے اسکے لئے صرف تعریف بتلانا پڑتا ہے۔ ہر ایک سررشتہ کا الگ الگ جرمانہ اوس سررشتہ کو واپس نہیں بھیجا جاتا۔ یہ قانونی پیچیدگی ہے۔ اس لئے منسٹر صاحب سے اسکی وضاحت کی درخواست کرتا ہوں۔ عدالت کا ایک مستقل مدد ہے جس میں جرمانہ کی آمدنی جمع ہوتی ہے۔ اسمیں یہ صراحت نہیں ہوتی کہ یہ کس سررشتہ کا ہے۔ جو مقدمات عدالت میں پیش ہوتے ہیں اور اون میں جرمانہ کے طور پر جو سزا دیجاتی ہے اوسمیں اس کا تعین نہیں کیا جاتا کہ فلاں سررشتہ کی ہے۔ وہاں ضابطہ معین ہے۔ ایسی صورت میں اس قانون کے تحت جرمانہ کو محصول آمدنی قرار دینے سے عدالتوں کے لئے پیچیدگیاں ہونگی۔ ضابطہ تبدیل کرنا پڑیگا۔ جب عہدہ داران آبکاری کو جرمانہ کا اختیار نہیں ہے تو پھر اس قانون میں ”جرمانہ“ کا لفظ رکھنے پر اصرار کرنے کی وجہ سے پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی۔ یہ لفظ اس دفعہ میں سے حذف کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے میں یہ چیز منسٹر صاحب کے ملاحظہ اور غور کیلئے پیش کرتا ہوں۔

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی - میں نے اس سے پہلے دو مرتبہ کہہ دیا ہے اور اب پھر کہتا ہوں کہ لفظ ”جرمانہ“ کسی کے اختیارات سے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ خلاف ورزی کرنے والوں سے جو جرمانہ وصول ہوتا ہے یا کمپونڈنگ کے ذریعہ یا کسی اور وجہ سے جرمانہ کے طور پر جو آمدنی وصول ہوگی اوسکا نام بتانے کے لئے اسکی صراحت کی خاطر یہ بتایا گیا ہے۔ اس لفظ کے ذریعہ نہ تو عدالت کو اور نہ کسی عہدہ دار آبکاری کو جرمانہ کا اختیار دیا جا رہا ہے۔ اس تعریف سے اوسکا کوئی تعلق نہیں۔ جہاں کہیں رقم باہتہ

خلاف ورزی قانون آبکاری وصول ہوتی ہے وہ جرمانہ کہلاتا ہے - لیکن وہ محصول آبکاری کی تعریف میں داخل ہے - اس سے نہ کوئی قانونی پیچیدگی پیدا ہوتی ہے اور نہ کسی کو جرمانہ کا اختیار دیا جاتا ہے -

Mr. Deputy Speaker: The question is :

“That in line 6 of clause 2 of the Bill, the word “fine” be omitted.”

The motion was negatived.

Mr. Deputy Speaker: The question is :

“That clause 2 stand part of the Bill.”

The motion was adopted.

Clause 2 was added to the Bill.

Mr. Deputy Speaker: The question is :

“That clauses 3 and 4 stand part of the Bill.”

The motion was adopted.

Clauses 3 and 4 were added to the Bill.

Clause 5

Shri K. Ananth Ram Rao (Deverkonda): I beg to move :

“That in line 3 of section 4-B proposed to be inserted by clause 5 of the Bill, the word “liquor” be omitted.”

Mr. Deputy Speaker: Amendment moved :

“That in line 3 of section 4-B proposed to be inserted by clause 5 of the Bill, the word, “liquor” be omitted.”

Shri K. Venkatram Rao: I beg to move :

“That section 4-B proposed to be inserted by clause 5 of the Bill be omitted.”

Mr. Deputy Speaker: Amendment moved :

“That section 4-B proposed to be inserted by clause 5 of the Bill be omitted”,

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ۔ مسٹر اسپیکر سر۔ دفعہ (۴) کے تحت گورنمنٹ نے اپنے لئے یہ اختیار محفوظ رکھا ہے کہ اس اعلان کے ذریعہ لکر (Liquor) اور گل مہوہ کو اس قانون کے اثر سے محفوظ کیا جائے۔ اس قانون کے اثر سے کسی معینہ رقبہ میں ان دو چیزوں کو مستثنیٰ کرنے کا اختیار گورنمنٹ نے محفوظ رکھا ہے۔ گل مہوہ کی حد تک تو اعتراض نہیں ہوتا۔ کیونکہ بعض مقامات پر ایسا ہوتا ہے کہ گلمہوہ جانوروں کو کھلانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض مقامات پر دوسرے اغراض کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن لکر کو مستثنیٰ کرنے کا جو اختیار محفوظ کیا گیا ہے وہ مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ایسے اغراض کیلئے استعمال نہیں ہوتا۔ لکر کے الفاظ گل مہوہ کے ساتھ جو رکھے گئے ہیں اس کو حذف کرنے کے لئے یہ ترمیم ہے میں آنریبل منسٹر صاحب سے خاص طور پر امید کرتا ہوں کہ وہ میری ترمیم کو منظور فرمائیں گے۔ اس سے قبل دفعہ ۴ قانون آبکاری کے تحت حکومت کو یہ اختیار تھا کہ وہ تعہد پر دے۔ اسمیں حکومت نے یہ اختیار بھی اپنے پاس رکھا ہے کہ قانون آبکاری کے دفعات اور پراویژو سے استثناء دے۔ اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ قانون آبکاری کے تحت سررشتہ آبکاری سے ایک معتدبہ رقم وصول ہوتی ہے اگر اسکو استثناء دینے کا اختیار عہدہ داران آبکاری کو دیا جائے تو آیا اس سے ہمارا مالیہ متاثر ہونے کا امکان ہے یا نہیں۔ جب حکومت استثناء دینے کی ضرورت محسوس کرتی ہے تو وہ اسمبلی کے سامنے لا کر ایسا کر سکتی ہے۔ بجائے اسکے پورے قانون آبکاری کو معطل کرنے کیلئے جو اختیار حکومت اپنے ہاتھ میں لے رہی ہے وہ نامناسب ہے۔ گل مہوہ کو رکھ کر ”لکر“ یا شراب کی حد تک امتنڈمنٹ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن میرا امتنڈمنٹ یہ ہے کہ دفعہ ۴ بی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ بحث کی جاسکتی ہے کہ چنچو وغیرہ مقامات پر جنگل میں رہنے والے عوام ہوتے ہیں انکے لئے اسکی ضرورت ہو سکتی ہے۔ میں آنریبل منسٹر کے ملاحظہ میں دفعہ ۱ کے تحت جو پراویژو ہے وہ لانا چاہتا ہوں۔

“Provided that the Government may, by notification in the Jarida, direct that in any local area it shall not be necessary to take out licence for the manufacture of liquor for *bona fide* home consumption.”

ایسے ٹرائس کو سہولتیں دینے کا سوال ہے تو دفعہ ۱ کے تحت جو پراویژو ہے وہ کافی ہے۔ دفعہ ۴ بی کی ضرورت نہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں۔ اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ دفعات قانون آبکاری مدراس سے جیسے کے ویسے کوٹ (Quote) کئے گئے ہیں۔ اسکے علاوہ بعض دفعات کے بیجا استعمال کا بھی اندیشہ ہے جیسی کہ کانگریسی حکومت کی روایات ہیں وہ پراہیشیشن وغیرہ کی جھنجھٹوں میں ملک کو بھنسا کر مالیہ کو متاثر کرینگے جس میں ملک کا نقصان ہے۔ یہ خطرہ ہے اسلئے یہ اختیارات حکومت کے ہاتھ میں نہ دئے جائیں اور اس کو حذف کیا جائے۔

شری کے - وی۔ رنکاریڈی۔ مسٹر اسپیکر سر۔ دفعہ ۱ اور دفعہ ۴ ایک دوسرے کے خلاف ہونا تصور کیا گیا ہے۔ دفعہ ۱ جیسا کہ میرے معزز دوست خود کہہ رہے ہیں وحشی عوام کے بارے میں وضع کیا گیا ہے۔ اور دفعہ ۴ سرکاری اغراض کے بارے میں وضع کیا گیا ہے۔ اس مقام سے جہاں اس شخص نے بھٹی لگائی ہو یا کسی اور مقام سے جہاں بھٹی لگانے کی اجازت اسنے کسی اور شخص کو دی ہو شراب منتقل کرنے کے بارے میں یہ دفعہ وضع کیا گیا ہے۔ اسلئے اگر دفعہ ۴ نہ تو شراب کے کاروبار چلانا ہی مشکل ہو جائیگا۔ اسلئے یہ دفعات متضاد نہیں ہیں بلکہ دونوں کا بھی وجود ضروری ہے۔

Mr. Deputy Speaker : The question is :

“That in line 3 of section 4-B proposed to be inserted by clause 5 of the Bill, the word ‘liquor’ be omitted.”

The motion was negatived.

Mr. Deputy Speaker : The question is :

“That section 4-B proposed to be inserted by clause 5 of the Bill be omitted”.

The motion was negatived.

Mr. Deputy Speaker : The question is :

“That clause 5 stand part of the Bill.”

The motion was adopted.

Clause 5 was added to the Bill.

Clause 6.

Shri K. Venkatrama Rao : I beg to move :

“That at the end of clause 6 of the Bill, the following proviso be added, namely,

‘Provided that the licence for transport shall not be issued from the tapping place to any other place other than the licensed shop allotted in the auction.’”

Mr. Deputy Speaker:- Amendment moved.

“That at the end of clause 6 of the Bill, the following proviso be added, namely,

‘Provided that the licence for transport shall not be issued from the tapping place to any other place other than the licensed shop allotted in the auction.’

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ۔ مسٹر اسپیکر سر۔ دفعہ ۶ کے سلسلہ میں جنرل ٹسکشن کے وقت جو اعتراض کیا گیا تھا وہ میں آنریبل منسٹر کو مکرر یاد دلانا چاہتا ہوں۔ دفعہ ۶ کی جیسی تعبیر کی گئی اس سلسلہ میں یہ کہا گیا تھا کہ مقام تراش سے دوکان تک لیجانے کا حکم ہے۔ اسلئے دفعہ ۶ کے ذریعہ مناپلسٹ یا بڑے مستاجرین کو سہولت دینا نہیں ہے۔ اس قسم کے الفاظ آنریبل منسٹر کی جانب سے کہے گئے تھے۔ یہاں میری جو ترمیم ہے وہ میں آنریبل منسٹر کے ملاحظہ میں لاتا ہوں۔ اس سے قبل تعہد دار کو تراشنے کے سلسلہ میں ایسے لائسنس دئے جاتے تھے۔ اب ٹرانسپورٹ لائسنس (Transport Licence) دی جا رہی ہے۔ قانون ہذا میں ٹرانسپورٹ (Transport) کی تعریف حسب ذیل ہے۔

“Transport means to move from one place to another within the Hyderabad State.”

اب ایک مقام سے دوسرے مقام تک ٹرانسپورٹ کے لائسنس دئے جا رہے ہیں۔ اس سے قبل ٹیپنگ کے لائسنس دئے جاتے تھے۔ ہمارے پاس جس طرح مالک موٹر کو پٹرول کے کوپن دوکان پر دیتے ہیں ویسے ہی بعض مستاجرین کو اجازت دی جا رہی ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ ایک شخص ایک جگہ معاملہ لیتا ہے تو کسی اور جگہ کے معاملہ دار یا وہاں کے کلالوں پر اپنی مناپلی قائم کرنے کیلئے اثر ڈال سکتا ہے۔ ایک متعلقہ دوکان کیلئے وہ مقررہ ٹاؤن سے لانے کی بجائے دور کا مقام کہہم سے لاسکتا ہے۔ اس طرح وہ ایک قسم کی انار کی پھیلا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے مناپلسٹس بھی وجود میں آنے کا اندیشہ ہے۔ اسلئے اس دفعہ میں یہ شرط لگائی جا رہی ہے کہ ٹرانسپورٹ لائسنس اس شخص کو دیا جائیگا جس کا نام جریدہ میں شائع ہوا ہو۔ ترمیم کے ذریعہ اب یہ کیا جا رہا ہے کہ

“From the tapping place to any place other than the licenced shop allotted in the auction.”

یعنی ہراج میں جو دوکان الاٹ کی جاتی ہے اس دوکان تک ہی ٹرانسپورٹ کے لائسنس ایشو کئے جائیں۔ وہاں اس کے معنی کچھ اور نکلتے ہیں۔ یہ شخص سارے حیدر آباد میں جہاں چاہے وہاں اپنے لائسنس کا مشن استعمال کر سکیگا۔ یہ کلاریفیکٹری نیچر کا امڈ منٹ ہے۔ اسلئے میں آشاکرتا ہوں کہ آنریبل منسٹر صاحب اسکا بہت غور اور سوچہ بوجھ کر جواب دینگے۔

شری کے۔ وی۔ رنگاریڈی۔ میں نے عام بحث کے سلسلہ میں جو کچھ کہا ہے وہی مطلب اس دفعہ کا ہے۔ آنریبل منسٹر اس شرط کو کم کرنے کی خواہش کرتے ہیں

اور چاہتے ہیں کہ جہاں درخت تراشے جاتے ہیں اس مقام سے لیکر مقام فروخت تک کے الفاظ رکھے جائیں۔ اس دفعہ کا یہ مقصد نہیں ہے بلکہ درخت تراشنے کے مقام سے لیکر دوسرے مقام تک بھی لے جاسکتے ہیں۔ اگر اس شخص کی دو دوکانیں ہوں تو وہ ایک دوکان سے دوسری دوکان کو بھی لے جاسکتا ہے۔ یہ چیز عہدہ داران آبکاری کے صوابدید پر ہے اور وہ اہل معاملہ کے لحاظ سے اور مقامات کے لحاظ سے طے کر کے جریدہ میں شائع کرینگے۔ ورنہ اس امینڈمنٹ کے ذریعہ اس طرح مقید کیا جائے کہ ایک مقام سے دوسرے مقام کو نہیں لے جاسکتے تو اس سے مزاحمت ہوگی۔ اگر اسکی دو چار دوکانیں ہیں اور اسمیں سے ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہفتہ وار بازار لگتا ہے تو وہاں اسکی سیندھی مستقل کرنے کی ضرورت پیش آسکتی ہے کیونکہ ہفتہ وار بازار کی جگہ پر ہی سیندھی زیادہ بکتی ہے۔ اسلئے لائسنس راہ داری کی اجازت دیجانی چاہئے۔ عہدہ داران آبکاری کو یہ اختیار ہونا چاہئے کہ کس مقام سے کس مقام پر سیندھی کو منتقل کیا جائے۔ یہ غور کرنے کے بعد ہی کہ سرکاری مالیہ متاثر نہ ہو یہ دفعہ مدون کیا گیا ہے۔ اس سے کسی قسم کا اندیشہ کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اس میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ سرکاری رقم کے تحفظ کیلئے پورے انتظامات کئے جائیں۔ اسلئے جو الفاظ رکھے گئے ہیں وہی مناسب ہیں۔

Mr. Deputy Speaker : The question is :

“That at the end of clause 6 of the Bill, the following proviso be added, namely:

‘Provided that the licence for transport shall not be issued from the tapping place to any other place other than the licensed shop allotted in the auction.’”

The motion was negatived.

Mr. Deputy Speaker : The question is :

“That clause 6 stand part of the Bill.”

The motion was adopted.

Clause 6 was added to the Bill.

Clause 7

Shri K. Anantha Rama Rao : I beg to move :

“That in lines 8, 9, 10 and 12 of sub-section (1) of section 7 proposed to be substituted by clause 7 of the Bill, the following words be omitted, namely:

‘or every such person who may have occupied the business

relating to such lease to the extent of the amount due from him to the lessee in respect of the period of occupation of such person'."

Mr. Deputy Speaker : Amendment moved :

"That in lines 8, 9, 10 and 11 of sub-section (1) of section 7 proposed to be substituted by clause 7 of the Bill, the following words be omitted, namely:

'or every such person who may have occupied the business relating to such lease to the extent of the amount due from him to the lessee in respect of the period of occupation of such person'."

Shri Ch. Venkatrama Rao : Sir, I beg to move :

"That in line 9 of sub-section (1) of section 7 proposed to be substituted by clause 7 of the Bill, between the words 'business' and 'relating', the following words be inserted, namely—

'or his customers,'"

Mr. Deputy Speaker : Amendment moved.

"That in line 9 of sub-section (1) of section 7 proposed to be substituted by clause 7 of the Bill, between the words 'business' and 'relating', the following words be inserted, namely—

'or his customers'

Shri K. Venkatrama Rao : Sir, I beg to move :

"That in line 9 of sub-section (1) of section 7 proposed to be substituted by clause 7 of the Bill, between the words 'business' and 'relating' the following words be inserted, namely—

'subject to the provisions of section 14 of this Act'."

Mr. Deputy Speaker : Amendment moved.

"That in line 9 of sub-section (1) of section 7 proposed to be substituted by clause 7 of the Bill between the words 'business' and 'relating' the following words be inserted, namely—

'subject to the provisions of section 14 of this Act'."

Shri M. Buchiah : Sir, I beg to move :

“That at the end of section 7 proposed to be substituted by clause 7 of the Bill, the following proviso be added, namely—

“Provided that the lessee has sub-leased the business on a profit of not more than 15% of the total amount he pays the Government on that business.”

Mr. Deputy Speaker : Amendment moved :

“That at the end of section 7 proposed to be substituted by clause 7 of the Bill, the following proviso be added, namely—

“Provided that the lessee has sub-leased the business on a profit of not more than 15% of the total amount he pays the Government on that business.”

* شری کے۔ اننت رام راؤ۔ مسٹر اسپیکر سر۔ دفعہ (۲) مدون کرنے کی غرض و غایت یہ معلوم ہوتی ہے کہ گورنمنٹ کو اسکا اختیار۔ حاصل ہو کہ اسکو اجازت یافتہ شخص یا مستاجر سے جو رقومات حاصل شدنی ہوں وہ کسی دوسرے شخص سے اگر اسکو واجب الوصول ہوں تو حاصل کر سکے۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ ہم مستاجر اور اجازت یافتہ سے جو رقومات وصول طلب ہوتی ہے وہ تو اس دفعہ کے ساتھ وصول کی جاسکتی ہیں۔ اسکے ساتھ ان اشخاص کو بھی شریک کر لیا جا رہا ہے جنکا گورنمنٹ سے کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ بلکہ دوسرے لوگوں سے ہے۔ اگر ان الفاظ کو رکھا جائے تو ایک طرح سے ان عوام پر سختی ہوگی جو اسکی زد میں آئینگے۔ اور کلال اس سے متاثر ہونگے۔ اور اس دفعہ کو حربہ کے طور پر استعمال کیا جائیگا۔ اسلئے میں نے یہ ترمیم رکھی ہے میں معزز ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ میری اس ترمیم کو منظور کر لیا جائے۔

شری بی ایچ۔ وینکٹ رام راؤ۔ میں نے دفعہ ۷ میں ایک امندمنٹ پیش کیا ہے۔ اس دفعہ کے تحت مستاجر پر رقم ادا کرنے کی جو ذمہ داری ہے اگر وہ مستاجر کسی دوسرے شخص کو کچھ معاملہ گئے پر دے تو گورنمنٹ اس ذیلی شخص سے بھی گتہ دار کو واجب الادا رقم اپنی طرف سے بطور ریونیو رسیپٹس (Revenue Receipts) حاصل کر سکیگی۔ گورنمنٹ کو یہ اقتدار حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ کلکٹر کے ذریعہ ذیلی مستاجر سے یا اصل مستاجر سے معاملہ کرنے والے ہر شخص سے رقم وصول کرے۔ آریبل منسٹر نے جنرل ٹیکشن میں بڑے زور و شور سے فرمایا تھا کہ ہم ”ٹری ٹو دی ٹیپر“ (Tree to the tapper) کی اسکیم کو ذیل طور پر لے آئے تھے۔ وہ تو اسکو عمل میں لانا چاہتے تھے۔ مگر بعض نام لیواؤں نے انہیں عمل میں لانے نہیں دیا۔ یہ انکا کہنا تھا۔ میں یہاں ادباً مسٹر صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ جب آپ قولدار سے وصول کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لے رہے ہیں تو یہ کہاں تک چلی ہے۔ قولدار محسوساً کلال ہونے

ہیں۔ وہ لکھا پڑھائی کر کے بنکٹ لال بدروکا رنگاریڈی۔ یا ڈی ڈی اٹالیہ جیسے بڑے مستاجروں سے قول پر معاملہ لیتے ہیں۔ اور اس طرح دوکان چلاتے ہیں جیسے دوسرے دوکاندار چلایا کرتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ ولیج میں عموماً آدھا بیویار ادھار پر چلتا ہے کلال کو گھر گھر بھیجنا پڑتا ہے۔ سال میں دو مرتبہ کھلون پر پیسے وصول ہوتے ہیں۔ لیکن وہ بھی پورے نہیں ہوتے۔ آدھا ہون رقم دیکر بقایا ختم کر دیا جاتا ہے۔ آدھا پاؤ پیسہ چھوڑ دینا پڑتا ہے۔ اسکی یہ رقم ڈوب جاتی ہے۔ ایسے واقعات عام طور پر ہوتے ہیں۔ آپ ٹری ٹوڈی ٹیاب رکھتے ہیں لیکن کلال کی بیہودی کا لحاظ نہیں کرتے۔ آپ گتہ دار کی رقم ذیلی آدمی سے وصول کرنے کی ذمہ داری تو لیتے ہیں لیکن کلال کو جو نقصان ہوتا ہے اسکی پابجائی کیلئے آپ کیوں مدد نہیں کرتے۔ جب آپ مستاجر کو مدد دے رہے ہیں تو کلال کو بھی دینا چاہئے۔ اسلئے میں آنریبل منسٹر کی توجہ اس جانب مبذول کراؤنگ۔ اور یہ ادباً استدعا کرونگ کہ بل میں کسٹمرس (Customers) سے بھی وصول کرنے کے امکانات رہنے دیجئے۔

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ۔ اسپیکر سر۔ دفعہ ۷ کے تحت آپ ایک شخص ثالث سے جو آپ کے پاس کسی طرح بھی ذمہ دار نہیں اس سے رقم وصول کرنے کا اختیار لے رہے ہیں۔ اسکو سبجکٹ ٹو سکشن ۱۴ رکھنا چاہئے۔ اس طرح کا مطلب نکالنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ کوئی شخص بھی آئیگا اور سرکاری معاملہ پر قابض ہو جائیگا۔ اسلئے ایسا اختیار گورنمنٹ کو حاصل کرنے کی ضرورت بتلائی جاتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مستاجر ایک ذیلی مستاجر کو کچھ معاملہ قول پر دیتا ہے۔ ذیلی مستاجر تراشنے والوں سے معاملہ کر کے ان سے رقم حاصل کر کے داخل کر دیتے ہیں۔ منسٹر صاحب اپنا سابقہ بھی کھاتہ اٹھا کر جانچ کر لیں کہ بقایا کن لوگوں کے ذمہ ہے۔ بڑے مستاجروں کے ذمہ ہی بقایا ہوتا ہے۔ دیشمکھوں کے ذمہ ہوتا ہے۔ کسی چھوٹے آدمی کے ذمہ کوئی بقایا نہیں ہوتا۔ یہاں جو الفاظ ترمیم کے ذریعہ رکھے گئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ اس سے جہاں کسی ذیلی شخص کو قول پر دیا جاتا ہے وہ ہوشیار ہو جائے۔ سرکاری اجازت لیکر ہی کسی شخص کو پارٹنر بنائے۔ میں دفعہ ۱۴ کے الفاظ ملاحظہ میں لاتا ہوں۔

No lessee shall, except with the permission of the Government declare any person to be his partner ; and such partner shall not be competent to act as such until he has obtained a licence to that effect from the Collector or any other competent officer.

اگر کسی شخص کو حصہ دار بنانا ہو تو جب تک کہ کلکٹر کی منظوری نہ لیجائے شراکت کا معاملہ قابل نفاذ نہیں ہوتا۔ اگر ہم مستاجر اور کلال کے درمیان جو معاملہ ہوتا ہے دیکھیں تو صاف طور پر معلوم ہوگا کہ یہ معاملہ ایک پارٹنرشپ کی نوعیت کا ہوتا ہے۔ مستاجر اس بات پر رضامند ہو کر معاملہ کسی دوسرے شخص کو دیتا ہے کہ

وہ کچھ منافعہ مستاجر کو دیدیگا۔ آپ مدراس سسٹم بتلاتے ہیں۔ لیکن یہاں تو پارٹنر کی کوئی تعریف نہیں ہے۔ اسکے تعین کی سخت ضرورت ہے۔ یہاں ”سبجکٹ ٹو سکشن ۱۴“ اگر ایسے الفاظ نہ رکھیں تو یہ دفعہ (۱۴) پر اثر کرنے والا ہے۔ اسکے بغیر آپ اگر آکو پائیر آف دی ٹرانزیاکشن کو مجبور کریں تو اس کا قانوناً جو نتیجہ ہونیوالا ہے وہ ہو کر رہیگا۔ آکو پائیر حقیقی نقطہ نظر سے پارٹنر کی تعریف میں آئیگا۔ جب منظورہ پارٹنر ہو تو اس وقت ہی آپ اسکے پاس سے حاصل کر سکتے ہیں۔ ورنہ لوگوں کو دیوانی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑیگا اور اسکی بجائے آپ ایک اصول مقرر کر رہے ہیں۔ گو یہ اصول قانوناً ایک منٹ کیلئے بھی نکلنے والا نہیں۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسطرح سرکار کو اپنے محاصل حاصل کرنے میں آسانی ہوگی۔ لیکن جو شخص فریق معاہدہ نہیں ہے اس سے آپ کس طرح وصول کر سکتے ہیں۔ یہ نہ صرف قانون معاہدہ کے خلاف بلکہ کسی طرح واجبی نہیں کہلا سکتا۔ منسٹر صاحب ایک ایسا دفعہ قانون آبکاری میں رکھنا چاہتے ہیں جو ملک کے قانون کے اصول کے مغائر ہے۔ ان حالات میں میں عرض کرونگا کہ میرے امینڈمنٹ کو قبول کر لیا جائے۔

شری ایم۔ بچیا۔ منسٹر اسپیکر سر۔ اس دفعہ (۷) کا مقصد یہ ہے کہ گورنمنٹ گتہ دار کو جو رقم وصول طلب ہوتی ہیں انکی وصولی میں مدد دیکر اسکو فائدہ پہنچائے۔ حقیقت یہ ہے کہ معاملہ دو طرح سے پنڈویاٹ کیا جاتا ہے۔ ایک یہ کہ ماہانہ بیٹھک پر معاملہ لینے والا رقم ادا کرتا جائے۔ وہ بیٹھک پر صد فیصد یا ۵۰ فیصد فائدے پر پنڈویاٹ کیا جاتا ہے ہر مہینہ کنٹراکٹر کو رقم تو برابر وصول ہوتی رہتی ہے۔ لیکن یہ چھوٹا معاملہ لینے والے ذیلی لوگ کلال یا تراشنے والے ان پڑھ اور اتنے کم ہمت ہوتے ہیں کہ وہ پیسے دینے کے بعد مستاجر سے رقم کی رسید نہیں لیتے۔ یا مستاجر اتنا ذی اثر آدمی ہوتا ہے کہ وہ رقم تو وصول کر لیتا ہے لیکن رسید دینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں کوئی گیارٹی نہیں ہے مستاجر جو ماہانہ رقم وصول کرتا ہے وہ مہینے کے ختم پر خزانہ میں داخل کرتا ہے یا نہیں اسکا پتہ تو تراشنے والے کو نہیں رہتا۔ لیکن آخر میں ایک فہرست داخل کر دیتا ہے کہ مجھے ان لوگوں سے اتنے پیسے وصول ہونا ہے۔ تو اہسی صورت میں گورنمنٹ تعلقدار کو اختیار دیتی ہے کہ وہ ریوینیو کلکشن کے اصول پر اس ذیلی شخص کی جائداد ضبط کر کے اس سے رقم وصول کرے۔

ایک اور طریقہ پنڈویاٹ کرنے کا یہ ہے کہ فی درخت سیندھی و تاڑ (۳۰۔۳۰۔۵۰۔۶۰۔۷) درخت منتخب کر کے فی درخت رقم مقرر کر دیجاتی ہے۔ اور اسطرح تراشنے والوں کو دیا جاتا ہے۔ ہر درخت کی بابتہ پیسہ پہلے وصول کر لیتے ہیں۔ تراشنے والا یہ نہیں جانتا کہ وہ کنٹراکٹر کو جو رقم دے رہا ہے وہ سرکاری خزانے میں داخل بھی کر رہا ہے یا نہیں۔ انکا واسطہ تو کنٹراکٹر سے رہتا ہے گورنمنٹ سے نہیں۔ کنٹراکٹر کو انسٹ کریں تو وہ جو رقم دے رہے ہیں وہ گورنمنٹ میں داخل کر رہا ہے یا نہیں معلوم ہوگا لیکن

یہ طریقہ اختیار کیا جائے تو وہ نہیں مانیں گے۔ غریب تراشنے والوں سے تو رقم لے لیتے ہیں اور گورنمنٹ کے ہزاروں روپیہ بچایا باقی رکھتے ہیں۔ پھر بھی انکے لئے ایک موقع رکھا جاتا ہے کہ یہ رقم مانگنا کی رقم کی طرح وصول کی جائے۔ یہ چیز ناجائز ہوگی۔ کلال جو حیدر آباد میں ۱۳ لاکھ سے زیادہ ہیں اونکا کچھ خیال نہیں کیا جاتا اور مٹھی پھر کنٹر کنٹرس کے ساتھ رعایتیں کیجاتی ہیں۔ کنٹر کنٹرس معاملات آبکاری لیتے وقت معتبری کا صداقت نامہ داخل کرتے ہیں تو پھر گورنمنٹ کو کس بات کا دھوکہ ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ غریب تراشنے والوں پر یہ پابندی کیوں رکھی جارہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تراشنے والے مہینے کے آخر میں معاملات کی رقم ادا نہ کریں تو حیدر آباد میں یہ ہوتا ہے کہ انکو معاملات سے غلغلہ کیا جاتا ہے اور دوسرے طریقے پر پھر پندوباث کیا جاتا ہے۔ آنریبل منسٹر متعلقہ یہ کہہینگے کہ مستاجرین بہت سی ایسی درخواستیں پیش کرتے ہیں کہ فلاں فلاں تراشنے والوں سے انکو رقم وصول طلب ہے۔ میں کہوں گا یہ حقیقت حال نہیں ہے۔ جلسہ سازی کے تحت وہ حسابات پیش کئے ہونگے۔ اور اسکو ملحوظ رکھکر یہ ترمیم پیش کی گئی ہے۔ میں منسٹر صاحب متعلقہ سے عرض کروں گا کہ میں نے جو امینڈمنٹ پیش کی ہے اسکو وہ قبول کرلیں۔ مٹھی بھر کنٹر کنٹرس کا اتنا خیال رکھنا ضروری نہیں ہے جتنا کہ محنت کرنے والے تراشنے والوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ خاص کر ایسی حالت میں جبکہ اونکی معاشی حالت خراب ہوتی جارہی ہے ایسی صورت میں انکو سہولت ملنی چاہئے۔ میں جو کلاز پریوز کیا ہوں اس میں یہ ہے کہ بشرطیکہ کنٹر کنٹر معاملہ کو ۱۰ فیصد نفع پر دیتا ہے تو تراشنے والے کو ذمہ دار قرار دیا جائے اور اگر (۸-۷۰) فیصد اضافے پر پندوباث کر رہا ہے تو ناجائز قرار دیا جائے تاکہ تراشنے والوں سے ناجائز فائدہ حاصل کرنے کا موقع کنٹر کنٹرس کو نہ رہے۔ مجھے امید ہے کہ آنریبل منسٹر میری اس ترمیم کو قبول فرمائیں گے۔

شری عبدالرحمن - منسٹر اسپیکر سر - یہ دفعہ (۷) کی ترمیم نہایت اہم ہے اور یہ پورے ایوان کے لئے بہت سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے کا مسئلہ ہے۔ پہلے کی جو دفعہ تھی وہ یہ تھی کہ جب تعہد دار یا اوسکے ضامن سے رقم وصول نہ ہو تو گورنمنٹ بقدر رضامنت ضامن پر ذمہ داری عائد کرتی تھی یا اپنا کوئی انتظام قائم کرتی یا یہ فسخ تعہد کسی دوسرے کو تعہد دیتی۔ یہ دفعہ آبکاری کے معاملات کیلئے بہت ہی مفید و مناسب تھی۔ ظاہر ہے کہ جب حکومت ایک شخص کو معاملہ دیتی ہے تو جن شرائط کے تابع معاملہ دیتی ہے تو وہ اُن شرائط کا تابع ہوگا۔ اور کفالت کے طور پر جو رقم اسکی محفوظ رہتی ہے اور ضمانت کے طور پر جو رقم وہ داخل کرتا ہے اوس پر بار عائد ہونا چاہئے۔ مستاجر اگر رقم کی ادائیگی میں تاویل کرے اور رقم کی ادائیگی سے قاصر رہے تو حکومت ضامن پر ذمہ داری عائد کرتی ہے۔ ضامن کی جائیداد جو محفوظ رہتی ہے اوس سے وصول کر سکتی۔ لیکن اس ترمیم کی جو دفعہ ہے یعنی دفعہ ۷ وہ عجیب و غریب ہے۔ نہ تو قانون معاملہ سے اسکا کوئی

تعلق ہے نہ تو عقل سلیم اسکو تسلیم کرتی ہے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جو قطعاً اجنبی ہے آپکے محکمہ کیلئے۔ آپکے سرشتہ آبکاری کیلئے اور آپکے اور اسکے درمیان کسی قسم کا معاہدہ نہیں ہے اس کو آپ ذمہ دار گردانا چاہتے ہیں۔ آخر یہ کہاں کا اصول ہے۔ کیا قانون معاہدہ میں کوئی ایسی گنجائش ہے کہ بغیر کسی معاہدہ کے ذمہ داری عائد کر دیجائے۔ آنریبل منسٹر انچارج نے کہا تھا کہ قانون مالگزاری میں ایسی دفعہ ہے کہ اگر کوئی پٹہ دار یا شکمیدار مالگزاری ادا نہ کرے تو قابض اراضی سے وصول کیجاتی ہے۔ میں کہوں گا کہ زمین کا معاملہ الگ نوعیت کا ہے۔ وہاں یہ صورت ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص زمین پر بالجبر قبضہ کر لے۔ پٹہ دار یا شکمیدار کے کہنے پر وہ اراضی کا قبضہ نہیں چھوڑتا۔ اکثر صورتوں میں ایسے بھی واقعات رونما ہوتے ہیں کہ وہاں پٹہ دار کا وجود نہیں رہتا۔ ان حالات میں قابض اراضی پر ذمہ داری عائد کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہاں یہ صورت نہیں ہے۔ قانون مالگزاری سنہ ۱۹۳۷ء کا تھا۔ سنہ ۱۹۴۷ء کے تصورات آج باقی نہیں ہیں۔ وہ مضحکہ خیز تصورات تھے جنکو آج جمہوری دور میں ختم کیا جانا چاہئے۔ میں کہوں گا کہ اس قانون میں اس کی کوشش کی گئی ہے کہ ہلاک مارکنگ کو فروغ دیا جائے اور قانونی طور پر ہلاک مارکنگ کو رائج رکھنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ایک شخص معاملہ حاصل کرتا ہے اور ایسے لوگوں میں جو زیادہ بڑے معاملات حاصل نہیں کر سکتے یہ اوس معاملہ کو منقسم کر دیا کرتا ہے اور اس معاملت سے کافی منافع حاصل کرتا ہے گویا اس طرح ہلاک مارکنگ کی اجازت دی جا رہی ہے۔ یہ طریقہ ایسا ہے جس سے واقعی ہلاک مارکنگ کی ہمت افزائی ہوتی ہے۔ اگر یہی مقصود ہے کہ ہلاک مارکنگ کی ہمت افزائی کی جائے تو یہاں اس قانون کو پاس کر دیجئے۔ شوق سے ”آئیز“ کہئے۔ لیکن اگر ہلاک مارکنگ کو روکنا مقصود ہے تو پھر اس ترمیم کو یککلت نامنظور کرنا چاہئے۔

دوسری جانب یہ کہا جاتا ہے کہ نشے کی چیزوں کو ہم روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ کہا گیا کہ پہلے جتنے دکانات تھے آج نہیں ہیں۔ رقتہ رقتہ ہم دوکانوں کی تعداد کو کم کر رہے ہیں۔ لیکن اس قانون کی رو سے آپ دوکانات کو کم نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہر ایک جھاڑ کے نیچے ایک دوکان قائم ہو رہی ہے۔ اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو چلئے میں بتائے کیلئے تیار ہوں۔ اس طرح ایک موضع میں ایک دوکان کی بجائے پچاسوں دکانیں قائم ہو گئی ہیں۔ آج موجود ہیں۔ اس قسم کے اضافہ دکانات کے اسباب اس ترمیم سے پیدا کئے جا رہے ہیں۔ البتہ یہاں ایک ایسی ترمیم لائی جاسکتی تھی کہ چھوٹے چھوٹے مستاجرین کے فائدہ کیلئے بڑے مستاجرین کو پابند کیا جائے کہ وہ جس ذیلی مستاجر کو معاملہ دیتا ہے اوتنی ہی رقم پر معاملہ دے جتنی رقم پر خود حاصل کیا ہے اور اسکی رجسٹری کرائے۔

کہا گیا ہے کہ کلکٹر کے پاس شکمیدار اپنی شکمیداری کو درج رجسٹر کرائے تو ایسی صورت میں اسکی شکمیداری کو تسلیم کیا جائیگا بھلا کون شخص کلکٹر کے پاس جانیکا۔

होता ये है कि बूटे مستاجر پہلے ہی سالانہ رقم کا حساب کر کے چھوٹے مستاجرين سے رقم وصول کرتے ہیں یہ رقم سالانہ کے حساب سے اقساط میں وصول کر لیا جاتی ہے۔ جیسا کہ میں نے فرسٹ رینڈنگ کے وقت عرض کیا تھا۔ اور مثال بھی دی تھی کہ بنکٹ لال سے ۱۷ لاکھ روپیہ وصول طلب دیں لیکن بنکٹ لال نے ذیلی مستاجرين سے بجز ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ جملہ رقم وصول کر لیا ہے۔ انکے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ ممکن ہے آئندہ کارروائی کی جا کر وصول رقم کا انتظام کیا جائے لیکن آج تک تو ایسی کارروائی نہیں کی گئی۔ اس ترمیم سے ہوگا یہ کہ مستاجر ذیلی قابضین سے رقم وصول کر لینگے لیکن سال کے ختم پر تین چار مہینے کی رقم داخل نہیں کریں گے۔ آپکے عہدہ دار جائینگے اوس قابض کی جائداد ضبط کر کے اسکو نیلام کر کے رقم وصول کر لینگے۔ ایک تو یہ کہ اوس غریب نے زائد رقم دیکر معاملہ حاصل کیا اور دوسری مصیبت اوس پر یہ آئی کہ رقم ادا کرنے کے بعد پھر دوبارہ اوس سے مطالبہ کیا جائیگا۔ ایک مرتبہ تو اوس نے اصل مستاجر کو رقم ادا کی اور پھر سرکار کو۔ اسلئے میں عرض کرونگا کہ یہ دفعہ قانون کے بنیادی اصولوں کے لحاظ سے اور بالخصوص قانون معاہدہ کی رو سے درست نہیں ہے اور یہ دفعہ بڑے بڑے مستاجرين اور دکانوں کی وکالت کرتی ہے۔ میں پورے ایوان سے پرزور اپیل کرونگا کہ اس ترمیمی دفعہ کو منظور نہ کریں۔

శ్రీ కె. యశ్. నరసింహారావు :

స్పీకర్, సర్,

గౌరవనీయులైన ఆంధ్రప్రదేశ్ మంత్రిగారు ప్రజ్ఞాపెట్టిన బిల్లులోని క్లాజులకు నాలుగు సవరణలు వచ్చాయి. ఇవ్వము, అసలు మూలచట్టానికి ఈ సమాఖ్య బిల్లు ఎందుకు తీసుకొనివచ్చిందో చూస్తే ముఖ్యంగా ఈ క్లాజుకొరకే ఈ బిల్లు తీసుకొనివచ్చిందని తెలుసుకోవచ్చును. ఇంకా ముందు, క్లాజులకు వచ్చిన సవరణలకు మంత్రిగారు ఎలా సమాధానము చెప్పారో, ఆ సమాధాన పద్ధతి చూశాము. ప్రత్యేకంగా వారే సమాధానము బిల్లు ఏమి అర్థము చేసుకోవచ్చునంటే, ముస్తాజర్లు, ఏ కారణంగానో, ఎందుచేతనో, గౌరవనీయు మంత్రిగారి బిల్లులో చాలా మంచి స్థానాన్ని సంపాదించారు. అందుచేతనే మంత్రిగారు వాళ్ళకు ప్రత్యేక సౌకర్యాలను కల్పిస్తూ, వాళ్ళమీద వున్న భారము, బాధ్యత అంతా తదితరులమీదికి పెట్టి వాళ్ళను ఆ బాధ్యతనుంచి కాపాడడానికి ఎలా తీవ్రంగా కృషి చేస్తున్నారో, ఈ బిల్లులో తీసుకవచ్చిన యీ క్లాజు ద్వారా గమనించ వచ్చును.

ముస్తాజరులు తాథాలను ఆర్థింపటకొరకు ప్రభుత్వ పేలకలలలో ముస్తాజరులు కొంటారు. తరువాత వారు ఆధిక్ తాథాలకు తిరిగి ఇతరులకు ముస్తాజరులు ఇస్తారు. ప్రభుత్వము ఎత్లానైతే చెట్లకు ధరను తీసుకుంటుందో, అదే విధంగా ముస్తాజర్లకు కూడా చెట్లు కొని, తిరిగి వాటిని చెన్నుచిన్న వ్యాపారస్తులకు ఎక్కువ ధరకు ఇచ్చి, వారేమంచి డబ్బు తీసుకుంటారు. ఆ చెట్లు ఆ చెన్ను వ్యాపారస్తులకు ఉచితంగా ఏమీ ఇవ్వరు. క్రమం తప్పకుండా, ఎప్పటికప్పుడు సాధారణ వ్యాపా

రస్తుని దగ్గరనుంచి తన డబ్బును రాబట్టుకోవడమూ, వాళ్ళకు మాత్రం రసీదులు ఇవ్వకుండా డొండటం జరుగుతుంది. “గత సంవత్సరం మాకు కలిగిన అనుభవం చూస్తే, ముస్తాజరులనుంచి డబ్బును వసూలు చేయలేక పోయాము; మాకు వారు చెల్లించవలసిన దానిని వసూలు చేయడం మాకు ప్రధానము కాబట్టి ఈ బిల్లులో ఈ క్లాజు తీసుకరాబడింది” అని మంత్రిగారు చెప్పడం జరిగింది. ముస్తాజరునుంచి బకాయాలను మీరు వసూలు చేయలేక పోతే పోవచ్చును. ముస్తాజరుయొక్క ఆర్థిక స్థితి ఎలా వున్నదనీదీ పేరే విషయం తను ఇవ్వవలసిన బకాయాలను చెల్లించే ఆర్థికస్థితి ముస్తాజరుకు వున్నప్పటికీ, ఈ మంత్రివర్గమునకు వారంటే డొండే పూదయపూర్వకమైన ప్రేమవల్ల, వారి పూదయములను నొప్పించడము సాధ్యపడకపోవచ్చును. కానీ, ముస్తాజరు కాని, జమానత్దారు గాని ప్రభుత్వానికి అన్యాయము చేసేవడం, ప్రభుత్వానికి నష్టము కలిగించేవడం, ఆ నష్టమును రాబట్టుకోడానికి, ముస్తాజరువద్దనుంచి, జమానత్దారుల నుంచి, ఆ నష్టాన్ని వసూలుచేసి, వాటివద్దనుండి డబ్బు తీసుకోవలసి డొంటుంది. కానీ, ఈ ప్రభుత్వము జమానత్దారులకు, ముస్తాజరులకు రక్షణ ఇచ్చి, ఈ మంత్రి వర్గముయొక్క పూదయాలలోపల వారు ప్రత్యేక స్థానము సంపాదించుకొన్నందువలన, వారిని రక్షించడానికి ఏమీ చేయాలన్నదే, మంత్రివర్గమువారు ఆలోచించారు. ఆలోచించి, ఈ బిల్లును తీసుకువచ్చి, దీనిలోని ౭వ క్లాజులో వారికి రక్షణ కల్పించారు.

ఈ క్లాజుకు నాలుగు సవరణలు వచ్చాయి. మొదటిసవరణ ఏమంటే, ఏదైతే ముస్తాజరులపై ఉన్న ఖాద్యతలను, భారాన్ని ఇతరులపై మోపబడుతున్నదో, ఆ విధంగా ఇతరులపై మోపకుండా చేయాలన్నదే. ఎవరివల్లనైతే ప్రభుత్వము నష్టపడుతుందో, వారినుంచే డబ్బువసూలు అయ్యేట్లు చూడాలి, రెండవది మల్లన్న తెచ్చిన్న ప్రతిపాదనకు తిన్నన సవరణ తీసుకువచ్చినట్లుగా ఉండే. ఒక వ్యక్తి చేయవలసిన ఖాద్యతను దేశముపైన రుద్దడానికి మల్లన్న ప్రయత్నిస్తాడు. దేశంలో చాలా మంది ఉన్నారు; వారందరిపైనా ఈ ఖాద్యత పెడతే సులభంగా అవుతుంది అని తిమ్మన్న సవరణ తీసుక రాబడింది. ముస్తాజరు ప్రభుత్వానికి యివ్వవలసిన డబ్బును చెలించినట్లైతే ప్రభుత్వము ఆ ముస్తాజరు దగ్గర కొద్దిపాటి చెట్లతీసుకొని, స్థానికంగా పొట్టపోసుకొంటున్న బీద కలాలీలదగ్గరనుంచి ఆ డబ్బును వసూలుచేసి, తన మొత్తాన్ని భర్తీ చేసుకోడానికి ప్రయత్నిస్తోంది. దానిని, ఆ డబ్బును మార్కెటుజాతీ వసూలు చేస్తుంది. మనం సాధారణంగా దేశంలోనికి పోయి చూస్తే, ముస్తాజరుల దగ్గర మామూలు తీసుకొని ఎగబెట్టింది చాలా తక్కువ. చిన్నచిన్న దుకాణాలలో త్రాగి డబ్బివ్వకుండా ఎగబెట్టింది ఎక్కువగా డొంటుంది. ఎవరెవరు త్రాగేసిగట్టారో, వారి నుంచికాదా ప్రభుత్వము వసూలు చేస్తే బాగుంటుంది. కాని అట్లా మంత్రిగారు ప్రయత్నము చేస్తారా?—ప్రభుత్వానికి సులభంగా ముస్తాజరులకు మేలుచేసే అవకాశం ఉన్నప్పుడు,—ఇంకొక రీతికి గాని, తేక ముస్తాజర్ల దగ్గర రిరీగి మామూలు తీసుకొనేవారికిగాని, ఏమాత్రం మేలు చేసేందుకు ప్రభుత్వం ఎందుకు ప్రయత్నించదు? రిరీకరులకు, బీద కలాలీలకు మేలుచేసే ఇష్టము మంత్రిగారికి కనుపించదు లేదు.

ఇంకోసవరణ పెంకటామారావుగారు తీసుకువచ్చింది.....

Mr. Deputy Speaker : The time is over. We now adjourn for recess.

The House then adjourned for recess till Five Minutes Past Five of the clock.

The House re-assembled, after recess, at Five Minutes Past Five of the clock.

[MR. DEPUTY SPEAKER IN THE CHAIR]

శ్రీ కె. యల్. నరసింహారావు :

మన పెంచు, రీసెస్ కు ఆజర్న్ (Adjourn) కాక ముందు ఈ బిల్ క్లాజులో తీసుకరాబడ్డ సవరణల గురించి మాట్లాడు చుంటేసి. పెంకటరామారావుగారు తీసుక వచ్చిన సవరణ, గరవ క్లాజులో వున్నదీగా దీనిని వర్తింపజేసేటట్లుగా సైనా కనీసము అంగీకరించాలని సవరణ తీసుక రాబడింది. గరవ క్లాజులో కలెక్టరుయొక్క పర్మిషన్ (Permission) లేకుండా ఏమైనా, పిక్చి వగైరాలు పరస్పరంగా ప్రాచుకొన్నట్లుయితే, అవి చెల్లవు. ప్రభుత్వము యొక్క పర్మిషన్ వుంటేనే చెల్లుతది అనేది వుంది. అలాంటివవి ప్రభుత్వయొక్క అంగీకారంతో ఎవరైతే పిక్చిదారులు కొంతమంది వుంటారో వాళ్ళనుంచి వసూలుచేసే పద్ధతి ఏర్పాటు చేయాలని, ఎవరైతే వ్యవహారాలలో నేరుగా సంబంధం వుండదో వాళ్ళనుంచి వసూలు చేయుట చట్ట విరుద్ధమని సబబుకాదు. కాబట్టి చేసినదాన్ని దీనిని కొనుటకు దీనికి గరవ సెక్షను వర్తింపజేయు చేరుకుంటే బాగుంటుందని, పెంకటరామారావుగారు సవరణ తెచ్చారు. తరువాత శ్రీ బుచ్చయ్యగారు తెచ్చిన సవరణ ఏమిటి? ఆ బిల్ యొక్క సవరణలు చాలావరకు మనకు తెలుసు ముస్తాజరు తను ప్రభుత్వానికి చెల్లించిన పన్నుకన్న రెండుమూడు రెట్లు ఎక్కువకు సాధారణ వ్యాపారస్తులకు అమ్మటాంటాడు. అంతకుముందే ఆయన తనకు రావలసిన మొత్తాన్ని తీసుకొని వుంటాడు. ముస్తాజరువద్ద, తీసుకొనే చిన్నచిన్న వ్యాపారస్తులుంటారు. వారు ముస్తాజరునుంచి రసీదులు తీసుకోలేని కారణం వలన, తిరిగి వాళ్ళనుంచి డబ్బు రాబట్టడానికి ఈ ప్రభుత్వం ఈ క్లాజును ప్రవేశపెట్టింది. ఆ విధంగా జరుగకుండా చూడాలని ముస్తాజరు మరియు కలెక్టర్లకు జరిగిన ఒప్పందంలో ముస్తాజరు పదిహేను పర్సెంటుకు మించి తాళం రాబట్టనప్పుడే ఆ వివరాలన్నీ పూర్తిగా తెలుసుకొన్న తరువాతనే యీ సెక్షన్ అతనిపై ప్రయోగించాలని కోరుతున్నారు. ఈ సందర్భములో ఏవిధంగా చేసినా, ఒకటి భారాన్ని అందరి సెల్లిన రుద్దడానికి ప్రయత్నించడం న్యాయం అనిపించుకొను. తాము పట్టిన కుందేలుకు మూడేకాళ్ళని అవదలకుంటే ఏమీ చెప్పేదేలేదు. అలాంటివవి పి. హెచ్. పెంకటరామారావుగారు తెచ్చిన సవరణ బాగున్నది. ఇవ్వాలి ప్రభుత్వానికి చెల్లించేవన్న ముస్తాజరుగాని, స్థానికంగా అమ్మేవారుగాని స్వంతడబ్బునుంచి చెల్లించరు. “త్రాగేవాడే చెల్లించుతాడు-తాటివన్ను” అని ఒక సామెత వుంది. ముస్తాజర్లకు పెద్ద పెద్ద బంగళాలు కట్టించినా, స్థానికంగా అమ్మేవానికి అన్నంపెట్టినా, ప్రభుత్వానికి పన్నులు కట్టినా వాస్తవానికి పరిశీలిస్తే ఎడత్రాగుతున్నవాడే కడుతున్నాడు. ముస్తాజరుగాని, కలెక్టర్గాని

తన స్వంతసాము చెల్లించడు. కాబట్టి ఈ సవరణను అంగీకరించమనియూ, దీనిని అంగీకరించడం ద్వారా తాము ప్రజలలోకి చొచ్చుకుపోయి తమ ఈ ప్రజావ్యతిరేక కార్యక్రమం అమలులో పెట్టు డానికి ఈ మార్గంగా ఎక్కువ అవకాశాలను పొందవచ్చునని మంత్రిగారికి నా సలహా. అట్లు గాని ఎడల, వీల్చినంత ప్రజానుగుణ్యంగా దీనిని వర్తింపజేయడానికి సిద్ధంగా వున్నామని ఋజువు చేసుకొనడానికి శ్రీ అనంతరామారావుగారి సవరణను అంగీకరించి తరువాత మూడవ సవరణ అంగీకరించుట బాగుంటుందని చెబుతున్నాను. ఈ అబ్కొంశాఖా మంత్రిగారు ఇదివరకు చెప్పిరి, “పోలీసు యాక్టు తరువాత జగత్తు అంతా మారిందా, నేను మారలేదు” అని వారు మారరని. మారే అవకాశంవుంటే ప్రజలతో పాటు మారేందుకు ఒకటి రెండు సవరణలు అంగీకరించడానికి ప్రయత్నించండి. ప్రజలతో మాడానికి సిద్ధంగా వుండని ఎడల నడమంత్రివ్రపు వ్యవహారంకన్నా పెనుకటి పెద్దల దొరికినా అనుసరించడని చెబుతూ ఇంతటితో నేను ముగిస్తున్నాను.

شری کے - وی - رنگاریڈی - مسٹر اسپیکر سر - اس دفعہ میں چار ترمیمات پیش کی گئی ہیں - پہلی ترمیم ”کنسیومر“ (Consumer) یعنی گاہک کا لفظ اضافہ کرنے کیلئے پیش کی گئی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم ایک مذاقیہ ترمیم ہے - قانون میں ترمیم لاکر عوام کو فائدہ پہنچانا یا گورنمنٹ کی مدد کرنا ہوتا ہے - اس ترمیم میں ایسی کوئی چیز مضر نہیں ہے - پہلے تو کہتے ہیں کہ جو شخص معاملہ پر قابض ہے اوس سے رقم بقایا وصول نہ کرنا چاہئے - دوسری طرف یہ ترمیم پیش کرتے ہیں کہ جتنے بھی سیندھی پنپنے والے ہیں گورنمنٹ اون سب سے رقم وصول کرے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مذاقیہ ترمیم پیش کی گئی ہے - اہلئے مجھے اس پر زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں ہے - یہ نامناسب ہے کہ ملک کے تمام پنپنے والوں سے آبکاری کی رقم وصول کی جائے - آئندہ جب کوئی ایسی اسکیم نافذ ہو کہ ملک کے ہر پنپنے والے پر ٹیکس لگایا جائے تب ممکن ہے کہ پنپنے والوں سے رقم بقایا وصول کی جائے - لیکن موجودہ سسٹم کے تحت پنپنے والوں سے رقم بقایا وصول کرنیکی کوئی ترمیم قبول نہیں کی جاسکتی - یہ ترمیم دوسری ترمیمات کے بالکل متضاد ہے - اس لئے یہ ترمیم نامنظور کرنی چاہئے -

دوسری ترمیم ” بتایعت دفعہ ۱۴ قانون ہذا “ کے الفاظ اضافہ کرنے سے متعلق ہے یہ بھی ایک دوسرے کے متضاد ہے ۔ دفعہ ۱۴ میں یہ بتایا گیا ہے کہ شکمی دار کو ۔۔۔ مرکز اس وقت تک تسلیم نہیں کرتی جب تک کہ اسکی منظوری سررشتہ آبکاری سے نہ ہو ۔ اس ترمیم کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مستاجر آبکاری یہ کہے کہ ” میرے ذمہ جو بقایا واجب الادا ہے وہ میرے شکمی دار زید سے وصول کیا جائے “ تو سررشتہ آبکاری زید سے رقم وصول نہیں کرتا کیونکہ نہ تو اسکا نام سررشتہ آبکاری کے رجسٹر میں درج ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ وہ کتنے جز کا حصہ دار ہے ۔ یہ تو ایک راہ رو سے وصول رقم کے مطالبہ کے مترادف ہے ۔ اگر کوئی شخص باضابطہ منظوری حاصل کر کے حصہ دار نہیں پتا تو ہم بطور سرکاری نہ اسکو حصہ دار تسلیم کریں گے اور نہ بطور حصہ دار معاملہ سے استفادہ کرنے دینگے اور نہ اس سے رقم وصول کریں گے ۔ البتہ یہ مستاجر کی مرضی پر منحصر ہے کہ

کسی کو خانگی میں حصہ دے جسکا تعلق سررشتہ آبکاری سے نہ ہوگا۔ ہم نے یہ اصول رکھا ہے کہ معائنہ دار پر رقم کی ذمہ داری ہوتی ہے یا سپر ہوتی ہے جو قابض ہو خواہ اسکے لئے سرکار کی رضامندی حاصل کی گئی ہو یا نہ ہو۔ اسے حذف کرنے کیلئے آپ نے جو ترمیم لائی ہے میں اسکو قبول نہیں کرتا۔ دفعہ ۱۴ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ بلا منظوری کوئی شخص حصہ دار نہیں بن سکتا لیکن باوجود قابض نہ ہونے کے حصہ دار بن سکتا ہے۔ آپ ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ حصہ دار سے رقم وصول کی جائے اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ باوجود اسکے کہ کوئی شخص معاملہ سے استفادہ حاصل کیا ہو اس شخص سے رقم وصول نہ کرنا چاہئے۔ اسنے میں نہیں سمجھتا کہ یہ صحیح ہے۔ خواہ وہ مستاجر ہو یا حصہ دار یا کسی طرح معاملہ حاصل کیا ہو گو سرکار کا تعلق با نراست اس سے نہیں ہے تاہم واجب الادا رقم اس شخص سے وصول کرینگے جو معاملہ پر قابض رہکر استفادہ کر رہا ہے یا کیا ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ اسکو حذف کرنے کے بعد حکومت معاملات آبکاری کس طرح چلا سکتی ہے۔ ایک صاحب نے کہا ہے کہ پہلے کا دفعہ ٹھیک تھا۔ میں بھی مانتا ہوں کہ اسوقت کے حالات کے لحاظ سے وہ ٹھیک تھا۔ لیکن حالات اب بدل گئے ہیں اور ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں اس وجہ سے قانون کے دفعات میں بھی ہمیشہ رد و بدل کرنیکی ضرورت ہوتی ہے۔ معزز ممبران نے یہ نہیں بتلایا کہ کیوں یہ دفعہ اچھا نہیں ہے۔ میں آپکو ایک مثال دیتا ہوں۔ فرض کیجئے کہ زید نے سرکار سے معاملہ لیا۔ پھر اسے تشدد کر کے معاملہ سے علحدہ کر دیتا ہے اور خود قابض ہوتا ہے تو اس ترمیم کے لحاظ سے سرکار کیسے رقم وصول کریگی؟ بل منظور کرنے سے سرکار اس سے رقم وصول کر سکیگی جو معاملہ پر قابض ہے ورنہ جس سے راست طور پر معاملہ کیا گیا ہے سپر دوسرا شخص قابض ہو جائے تو رقم وصول کرنا مشکل ہو جائیگا میں سمجھتا ہوں کہ ایسی صورت میں حکومت کا کام نہیں چل سکیگا اسلئے متعلقہ عہدہ داران آبکاری کو اس طرح وصولی رقم کے اختیارات دینا چاہئے۔ سنہ ۱۳۱۶ ف کے قانون میں شکمیداروں سے رقم وصول کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ یعنی پہلے مستاجر اور اسکے شکمی دار یا ضامن سے سرکاری رقم وصول کی جاسکتی تھی۔ ایسے الفاظ تھے۔ لیکن اب تعہدی سسٹم کو بدل کر مدراس سسٹم اختیار کرنیکی وجہ سے ذیلی تراش کنندہ کا نام بجائے شکمیدار کے نوکر ہو گیا ہے اسلئے اب مستاجر سے دوسرے لوگ جو معاملہ لیتے ہیں وہ نوکر نامہ لیکر درخت تراشتے ہیں۔ اسلئے سررشتہ آبکاری کو رقم وصول کرنے کا اختیار نہ ہونیکی حجت کی جاتی ہے اسکو رفع کرنے کیلئے اب قابض معاملہ کے الفاظ قائم کئے گئے ہیں۔ پہلے بھی وہی منشا نہا اور اب بھی وہی منشا ہے۔ پہلے زمانہ میں ہائیکورٹ میں رٹ (Writ) پیش نہیں ہوتا تھا لیکن اب رٹ پیش ہوتے ہیں اور ہائیکورٹ میں قانونی نکات پر باریک بینی سے غور ہوتا ہے اور جہان بین ہوتی ہے۔ اسلئے مختلف تعبیرات کی گنجائش نہ رہنے کے لئے قابض معاملہ کے الفاظ قائم کئے گئے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سے کسی پر کوئی ظلم ہو سکتا ہے۔

ایک صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ہم تو رقم دیتے ہیں لیکن پھر بھی معاملہ دار اس سے وصول کر لیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انکی نظر ان الفاظ پر نہیں پڑی کہ صرف اسی حد تک وصول کرتے ہیں جس حد تک کہ رقم اسکے ذمے باقی ہے اور سرکار کو جو رقم وصول شدنی ہے اسی حد تک وصول کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ دوسری شرط یہ بھی ہے کہ....

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ - دفعہ ۷ میں ”اس تاریخ تک“ کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ جسقدر بھی واجب الادا ہو وصول کرتے ہیں۔

شری کے وی۔ رنگارائی - میں سمجھتا ہوں کہ اس عبارت سے اس تاریخ تک کا مطلب نکلتا ہے جب تک کہ وہ قابض رہے اسکے بعد بھی اسی سے وصول کرنیکی گنجائش ہے۔ میں وہ الفاظ بھی پڑھ کر سناتا ہوں جو قانون میں ہیں۔

”وہ جملہ رقم جو کسی مراعات یا بمعطی یا اس قانون کے تحت کسی اجازت یافتہ یا کسی شخص سے محصول آبکاری سے متعلق کسی معاہدہ کی بناء پر سرکار عالی کو واجب الوصول ہوں تعہد دار یا اسکے ضامن یا ہر ایسے شخص سے جو ایسے تعہد سے متعلق کاروبار پر قبضہ رکھتا ہو اس حد تک جو ایسے شخص کی مدت قبضہ کی بابت اس سے تعہد دار کو واجب الوصول ہوں مثل زر مالگزاری وصول کی جاسکتیگی“۔

یعنی جو رقم سرکار عالی کو واجب الادا ہو مثل زر مالگزاری کے اتنی ہی رقم وصول کرینگے۔ اسکی نسبت یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ لوگ دیوانے ہوتے ہیں۔ پڑھے لکھے نہیں ہوتے اسلئے رسید نہیں لیتے۔ ایسی صورت میں ادا شدہ رقم بھی وصول کرنے کیلئے سرکار کو موقع رہتا ہے۔ سرکاری عہدہ دار بادی النظر میں بھی اگر کوئی رقم وصول شدہ معلوم ہو تو مکرر طلب نہیں کرینگے۔ اسلئے یہ کہنا بے بنیاد ہو جاتا ہے کہ سرکاری عہدہ دار مکرر رقم وصول کرینگے۔ یہ نہیں ہوتا کہ ان سے مستاجر بھی رقم وصول کرے اور سرکار بھی رسید نہ ہونے کی وجہ سے عدالت کے ذریعہ وصول کرے۔

موجودہ حالات میں عدالت میں قابض معاملہ سے رقم وصول کرنے کیلئے ہی یہ ضمن رکھا گیا ہے۔ میں نے اپنی عام بحث کے سلسلہ میں یہ کہا تھا کہ کافی تجربہ کی بناء پر ہی یہ دفعہ رکھا گیا ہے چنانچہ گزشتہ سال تعلقہ حضور آباد اور تعلقہ روزگل میں شکمیداروں نے مستاجرین کو (۶) مہینے کی رقم ادا نہیں کی تھی اسلئے سنہ ۱۳۶۲ ف کے ہراجات میں مستاجرین بولی نہیں لگا رہے تھے۔ اسکی اطلاع ہونے پر میں معاملات ہراج کرنے کے مقامات پر گیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ چھ مہینے کی رقم ذیلی دوکانداروں سے وصول نہیں ہوئی ہے اور آبکاری کے عہدہ دار یہ کہتے ہیں کہ ہم صدر المہام کے حکم کے بغیر شکمیدار یا قابض معاملہ سے رقم وصول نہیں کرسکتے۔ اسلئے مستاجر معاملہ نہیں لے سکتے۔ میں نے دیکھا کہ ہم قابض معاملہ سے بھی رقم وصول کرسکتے۔ ہیں یا عام قاعدہ کے تحت جو شخص معاملہ سے استفادہ کیا ہے وہ اس معاملہ کی رقم ادا کرنیکا ذمہ دار ہے ایسا ہم کو اختیار ہے۔ تب میں نے ان لوگوں سے کہا کہ وہ معاملہ لے سکتے ہیں ہم وصولی رقم میں استفادہ

کریں گے۔ سابقہ زمانہ میں ایسی نوبت بھی نہیں آتی تھی لیکن اس زمانے میں کسی نہ کسی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔ اسلئے موجودہ حالات کا لحاظ کرتے ہوئے اصولاً - انصافاً اور ایمان کو برقرار رکھنے کیلئے اس دفعہ کی ضرورت ہے۔ اسپر ایک صاحب نے یہ بھی کہا کہ یہ تو راہِ دوسرے وصول کرنے کی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے قانون معاہدہ میں تعلقات مشابہ معاہدہ کے باب کو نہیں پڑھا ہے۔ اسمیں گواہیاب و قبول نہیں ہوتا لیکن انکے طریقہ عمل سے معاملہ مستتب ہوتا ہے۔ ایک چور کسی کے مال کی چوری کرتا ہے تو محض اس وجہ سے کہ اس میں کوئی ایجاب و قبول نہیں ہوتا اس لئے مالک مسروقہ مال کو واپس نہیں پاسکتا اسکو اگر مان لیا جائیگا تو ہر دستی مال لینے والا یا چوری کرنے والا مالک پنچائیگا۔ اسطرح جب ایک شخص دوسرے شخص کو کوئی چیز دیتا ہے تو اگر مفت دینے کی نیت نہ تو دینے والا اسکو واپس پاسکتا ہے۔ یہ تمام چیزیں تعلقات مشابہ معاہدہ کے لحاظ سے صریحی معاہدہ کا اثر رکھتی ہیں۔ اسلئے یہ کہنا کہ قانون معاہدہ کے خلاف ہے غلط ہے۔ قانون معاہدہ کے بموجب ہی یہ لایا گیا ہے۔ ایک شخص جبراً قابض ہو جاتا ہے تو اس سے بھی معاوضہ لینے کا حق ہے۔ رضامندی سے قابض ہوتا ہے تو بھی لینے کا حق ہے۔ مفت نہ دینے کی نیت سے دیں تو بھی لے سکتے ہیں۔ یہ کہنا کہ قانون معاہدہ میں یہ نہیں آتا یہ غلط فہمی پر مبنی ہے یا دیدہ و دانستہ غلط استدلال پیش کیا جا رہا ہے۔ اسلئے میں یہ ترمیم لائق پذیرائی نہیں سمجھتا۔

چوتھی ترمیم یہ ہے کہ ہم مستاجر پر یہ ذمہ داری عائد کر دیں کہ ۱۰ فیصد سے زائد منافع پر معاملہ نہ دے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ دستور کے تحت کیسے آتا ہے۔ ایک شخص کو ایک حق دیدیا جاتا ہے اور اس حق پر ایک تحدید عاید کر دی جاتی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر میرے دوست گیارہٹی دیتے ہیں کہ معاملات کا اسطرح کا انتظام کامیاب ہوگا تو میں ۱۰ فیصد تو کیا ۵ فیصد سے زیادہ نہ لینے کی تحدید عائد کرنے کیلئے بھی تیار ہوں۔ معاہدہ کے بارے میں جو استدلال پیش کئے گئے ہیں وہ باہم یک دیگر متناقض ہیں۔ میں آپکو مثال دیکر سمجھاتا ہوں۔ ہراج کے وقت کلال ۱۰۰ روپے تک بولی پڑھاتا ہے۔ اور اسکے بعد بس سے باہر کھکھر چھوڑ دیتا ہے۔ دوسرا ایک دولت مند شخص اس معاملہ کو ۱۵۰ میں حاصل کرتا ہے۔ اب اسی معاملہ کو کلال اس دولت مند شخص سے ڈبل معاوضہ پر یعنی ۳۰۰ میں حاصل کرتا ہے۔ یہ میرے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس وقت تو وہ ۱۰۰ کے بعد ۱۲۵ نہ کہہ سکا۔ یا ۱۵۰ کے بعد ۱۵۱ کھکھر معاملہ حاصل نہیں کیا۔ اب اسے ۳۰۰ روپے میں لینے کی کیسے ہمت ہوئی؟ یہ کہنا کہ اسکو نقصان ہوتا ہے۔ یہ مفروضہ ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ معاملہ لینے والا جو مالدار ہوتا ہے بذات خود تو تراشتا نہیں۔ اگر رقم زائد سمجھی جاتی ہے تو ایک سال معاملہ اس مستاجر سے حاصل نہ کریں تو دوسرے سال وہ خود بخود پیچھے ہٹ جائیگا۔

شری ایم۔ پچیا۔ حضور آباد میں ایسی شکایت پیش ہوئی اس وقت تو آپ نے کنٹراکٹر کی تائید کی۔ تراشنے والے کا اسکے سوا کیا وسیلہ رہتا ہے۔

شری کے - وی رنگا ریڈی - ہم تو ایمانداروں کی ضرور مدد کریں گے۔ اگر کسی کے دل میں بے ایمانی ہو تو کیسی مدد نہیں کریں گے۔ آپ یہ کہیں کہ معاملہ تولے لینگے لیکن رقم نہ دینگے تو اخلاقاً بھی ایسے شخص کی مدد نہیں کی جاسکتی۔ سرکاری ہراج کے وقت تو واجبی رقم نہیں لگاتے لیکن کسی دوسرے شخص کے معاملہ لینے کے بعد اس سے ڈبل رقم پر اسکو دبانے کی نیت سے حاصل کرے تو یہ بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر آپ اس رقم کو زائد سمجھتے ہیں تو لینے سے انکار کر دیجیے۔ لیکن ایک رقم تسلیم کر کے ادائی کے وقت پیچھے ہٹ جا نا یہ کہاں تک واجبی ہے؟ ایسی صورت میں تو امداد کرنی ہی پڑتی ہے۔

ہاں میں ۱۰ فیصد کی شرط کے بارے میں کہہ رہا تھا۔ ایک شخص کو مکان فروخت کیا جاتا ہے۔ لیکن اس پر یہ شرط لگائے ہیں کہ وہ مکان نہ تو فروخت کرے نہ اس میں رہائش اختیار کرے۔ نہ اسکو گروی رکھے تو یہ قانون معاہدہ کے لحاظ سے کہاں تک جائز ہے؟ کسی شخص کو حق عطا کیا جائے اور حق کے استمتاع پر قید عائد کی جائے تو یہ قید کا لعدم ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ بندوبست کے وقت ۱۰ فیصد سے زائد رقم پر معاملہ نہ دیا جائے۔ اگر ایسی شرط عائد ہو تو وہ شرط ہی کالعدم ہوگی۔ ۱۰ فیصد تو کیا ۱۰۰ فیصد پر بھی وہ دے سکتے ہیں اگر لینے والے راضی ہوں۔ بعض صورتوں میں تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ مستاجر کو ۱۰۰ فیصد کمی سے ہی معاملہ دیدینا پڑتا ہے جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ اس معاملہ میں نقصان آنے والا ہے۔ ایسی صورت میں ۱۰ فیصد اضافہ کی شرط رکھتے سے کیا ہوگا؟ نقصان کی صورت میں تو مستاجر اپنے گھر سے پابجائی کرتا ہے۔ معاملہ دینے کے بعد یہ مستاجر کا اختیار رہتا ہے کہ وہ جتنے اضافہ یا کمی پر چاہے دوسرے کو معاملہ دے۔ آپ ۱۰ فیصد کی شرط عائد کرنے کے بارے میں ترمیم پیش کر رہے ہیں لیکن میں کہوں گا کہ کلال خود اپنے نام پر معاملہ کیوں حاصل نہیں کر لیتے بجائے اسکے کہ مستاجر سے زائد رقم پر معاملت کریں؟

ان حالات میں میں ان چاروں ترمیمات پیش کرنے والے آنریبل ممبرس سے اپیل کروں گا کہ ان چاروں میں سے کوئی ترمیم بھی قانوناً قبول کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اسٹنٹے بجائے اسکے کہ وہ انہیں ووٹ پر رکھنے کی خواہش ظاہر کریں وہ انکو واپس لیں تو مناسب ہوگا۔

Mr. Deputy Speaker : I will put the amendments to clause 7 to vote. The question is :

"In lines, 8, 9, 10 and 11 of sub-section (1) of section 7 proposed to be substituted by clause 7 of the Bill, omit the following words, namely—

"or every such person who may have occupied the business relating to such lease to the extent of the amount due from

him to the lessee in respect of the period of occupation of such person."

The motion was negatived.

Mr. Deputy Speaker : The question is :

"That in line 9 of sub-section (1) of section 7 proposed to be substituted by clause 7 of the Bill, between the words 'business' and 'relating' the following words be inserted namely—

'or his customers' "

The motion was negatived.

Mr. Deputy Speaker : The question is :

"That in line 9 of sub-section (1) of section 7 proposed to be substituted by clause 7 of the Bill, between the words 'business' and 'relating' the following words be inserted namely :—

"subject to the provisions of section 14 of this Act."

The motion was negatived.

Mr. Deputy Speaker : The question is :

"That at the end of section 7 proposed to be substituted by clause 7 of the Bill, add the following proviso namely—

"Provided that the lessee has sub-leased the business on a profit of not more than 15% of the total amount he pays. the Government on that business."

The motion was negatived.

Mr. Deputy Speaker : The question is :

"That clause 7 stand part of the Bill".

The motion was adopted.

Clause 7 was added to the Bill.

Mr. Deputy Speaker : The question is :

"That clauses 8 and 9 stand part of the Bill."

The motion was adopted.

Clauses 8 and 9 were added to the Bill.

Mr. Deputy Speaker : There is an amendment to clause No. 10, but it is for omitting the clause altogether. It cannot be moved.

The other part of the amendment is consequential.

Shri K. Venkatrama Rao : But it can be discussed, Sir.

Mr. Deputy Speaker : Yes. He can speak.

श्री. अंकुशराव व्यंकटराव घारे (परतूर)

माननीय अध्यक्षमहोदय, यह जो अमेंडमेंट में लाया हुआ है वह १३१६ फसली के आबकारी ऐक्ट में जो तरमीम बिल लाया जा रहा है उसके क्लॉज १० में तरमीम करने के लिये लाया है। जिस ऐक्ट में जितनी भी चीजें हैं जिनसे लेकर बना सकते हैं उनको मुमानियत की गयी है लेकिन यह जो प्रोवीजो जिस सेक्शन १० में रखा गया वहां ऐसा है कि

Clause 10. "Provided that the Government may, by notification in the Jarida, direct that in any local area it shall not be necessary to take out licence for the manufacture of liquor for bona fide home consumption".

और यह पढ़ने पर भी मैं नहीं समझ सका कि गवर्नमेंट को क्यों महसूस हुआ कि किसी अरिया को जिस लाके आपरेशन से महसूस रखे। हमारी गवर्नमेंट जिनके अपर निगरानी करती है उसी डिस्टिलरीज है और हमारे यहां जो भी लोग चाहते हैं उनको अच्छी-अच्छी शराब मिल सकती है। जो लोग हैदराबाद में रहते हैं उनको मालूम है कि यहां के क्या धर्म कर्म हैं। प्राइवेट डिस्टिलरीज भी बर्क करती है। लेकिन किसी खास अरिया को क्वॉक्स करने की गरज गवर्नमेंट को क्यों महसूस हुआ यह समझ में नहीं आ सका। हमारे पास डिस्टिलरीज है और अच्छी-अच्छी शराब मिलती है। तो किसी लक्जूरियस अरियाज के लोगों को यह परमिशन देना कि वे लोग खुद के कन्जमेशन के लिये लेकर बना सकते हैं, यह मेरी समझ में नहीं आ सका। जैसे कुछ द्रायबल अरियाज हैं जहां के कोया या चंबू लोग शराब के आदी होते हैं और उनको आपके अक्साजीज डिपार्टमेंट के लोग सताते हैं और उनको जिसमें से अक्सकलूड करने के लिये यह बात सायद रखी गयी हो। हमारी कान्स्टीट्यूशन के डायरेक्टिव प्रिन्सिपल्स ४५ के तहत कहा गया है कि प्रोहीबीशन हमारे देश के लिये अच्छी चीज है। लेकिन जब कोयी कानून बनाते हैं तो हमारे मिनिस्टर साहब फरमाते हैं कि बंबयी में ऐसा किया गया है, जिसकी वजह से हम ऐसा कानून ला

رہے ہیں یا مद्रاس میں جیسی ترمیم کی گئی ہے اس سے وجہ سے ہم اس ترمیم کو لا رہے ہیں۔
لیکن ہم یہ نہیں دیکھتے کہ بंबی اور مद्रاس میں پروہیبیشن ہے اور مہسور کے چند ضلعوں میں
بھی پروہیبیشن ہے۔ جان دیجیے اس چیز کو۔ پروہیبیشن تو ایک بڑی چیز ہے اور ہمارا
فائنانس بھی اس کو قبول نہیں کرتا۔ لیکن بंबی میں پروہیبیشن لایا گیا تو ہر گھر
میں بڑی بن گئی اسی طرح سے کسی ائریا کو ایکسکلوز کر کے وہاں ہر گھر میں لوگ جیتنے
کا شہہ شراب تیار کر سکتے اس کی پیروی دینا کسی طرح سے اچھا نہیں ہے۔ اس لیے
جس ائریا کو ترمیم نہیں دی جائے گی وہ ایللیسٹ لیکر بنانے کے سٹس بن جائے
اور اس میں گورنمنٹ کے ریونیو کا حوالہ ہوگا۔ جب کہ پرائیویٹ کنجمن کے لیے شراب
فراہم ہو سکتی ہے۔ اسی سٹس میں سیکشن ۱۰ کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اس کے بعد
یہ کہا جائے گا — اور میں خود یہ سمجھنے کا سیر ہوں کہ یہ قانون میں کیوں رکھا گیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہماری گورنمنٹ کے ایکسائیز اور پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ
اسے ڈیپارٹمنٹس ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ کارپنشن کے ڈیویژن سٹس ہیں اور جتنی
اچھی نگرانی ان پر رکھی جائے اتنا کارپنشن زیادہ بڑھتا رہتا ہے۔ جب ایک ائریا میں یہ
سکیم شروع کی جائے تو اس کے بعد ڈیپارٹمنٹل ہڈس کون سے ائریا میں کون سی چیز ہونی
چاہیے وغیرہ باتوں کی نوٹ نہیں رکھ سکتا۔ اس طرح سے ایللیسٹ لیکر مینوفیکچر کرنے کا
لائسنس اس پروویژن کے تحت ملنے والا ہے۔ اس لیے اس پروویژن کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔
اس لیے موفر آف دی بیل اس کلاز کو ایکسکلوز کریں اسی میں باشا کرتا ہوں اس کا
کھڑے میں اپنی تکرار ختم کرتا ہوں۔

شری عبدالرحمن - مسٹر اسپیکر - دفعہ (۱) عجیب و غریب ہے۔ بڑے زور و
شور سے کہا جاتا ہے کہ بلا اجازت شراب نہیں نکالی جاسکتی۔ اس کی باقاعدہ اجازت لینی
پڑتی ہے۔ اس کی باقاعدہ تقسیم کیلئے ٹنڈری موجود ہے۔ اس کی کافی نگرانی ہوتی ہے۔ کم قوت
کی شراب بیچی جائے تو تعزیری کارروائی کی جاتی ہے۔ یہ احتیاط کی جاتی ہے وہ احتیاط کی
جاتی ہے۔ لیکن یہاں ایک عجیب و غریب دفعہ دیکھنے میں آئی کہ کسی خصوصی رقبے
کو اجازت کے حاصل کرنے سے مستثنیٰ کیا جائے۔ کم از کم فرسٹ ریڈنگ کے وقت یا
وجہ وضوح کے اظہار کے وقت اس کا اظہار کیا جاتا کہ اس کے کیا اسباب ہیں۔ ہم حیران
ہیں کہ آخر وہ کونسی ضرورت ہے جس کے تحت آنریبل مسٹر صاحب اس استثناء کی ضرورت
کو محسوس کرتے ہیں۔ یہاں خفیہ کشیدگی کے اتنے اٹے ہیں۔ نہ صرف اضلاع میں بلکہ
شہر میں موجود ہیں۔ شہر میں خفیہ کشیدگی کے اٹے ہیں۔ بعض راجہ فیملیز کو
اس کی اجازت ہے حالانکہ آج کل کے حالات کے اعتبار سے اس کی اجازت نہ ہونا چاہئے۔ ممکن
ہے اس مسئلہ پر غور کیا جا رہا ہو اور اگر غور نہیں ہو رہا ہے تو ہونا چاہئے۔ بہر حال
خلاف ورزیوں پر خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں۔ جتنا راشن شراب کے دوکانداروں کیلئے مقرر
کیا گیا ہے وہاں پوری کھپت نہیں ہوتی ہے ہزاروں بلکہ لاکھوں روپیہ کا ان کا نقصان
ہو رہا ہے۔ سکندر آباد اور حیدر آباد کے معاملہ شراب میں بیٹھک کی ہزاروں روپیہ کی

کمی ہو گئی ہے۔ اکثر اضلاع میں پچاس فیصدی سے بھی کم آمدنی اس سال ہوئی ہے۔ آخر یہ کیوں ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خفیہ کشید پر قابو نہ پانے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اس دفعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شراب کی کشید سے جو کچھ آمدنی ہوتی ہے اوس آمدنی کو متاثر کرنا مقصود ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جتنا جلد اوس کے سیندھی شراب کے استعمال کو ختم کرنا ہمیں مقصود ہے لیکن آج کل کے حالات ایسے نہیں ہیں کہ نوری اسکو ختم کر دیا جائے۔ حالات جب ٹھیک ہو جائیں گے تب ختم کیا جاسکیگا۔ لیکن یہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آج یہاں ایسی ضرورت کیوں محسوس ہو رہی ہے کہ کسی رقبہ کو اجازت کے حاصل کرنے سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔ مجھے اس سے بحث نہیں کہ کس رقبہ کو مستثنیٰ کیا جائیگا خواہ تلنگانہ ہو یا مرھٹواڑہ۔ اس کے نتیجہ پر ہمیں غور کرنا ہے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ گھر گھر دکانیں قائم ہو جائیں گی اور اوس سے آمدنی متاثر ہوگی۔ اگر آمدنی کو متاثر کرنا ہی مقصود ہے تو اور بات ہے۔ اس دفعہ کی تدوین سے ہمیں تو یہ اندیشہ ہو رہا ہے کہ حکومت عمداً شراب کے ذریعہ جو آمدنی ہوسکتی ہے اوسکو متاثر کرنے کا بیڑہ اٹھائی ہے۔ میں اپنے معزز دوستوں سے درخواست کرونگا اور بالخصوص اون دوستوں سے جو سرکاری بنچز پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ وہ اس ترمیم کی تائید کر کے سرکاری آمدنی کو متاثر کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اگر ایسا کریں تو آپکی نیک نیتی پر شبہ ہوگا۔ میں کسی کی نیت پر حملہ کرنا تو نہیں چاہتا لیکن لاکھوں کروڑوں روپیہ کے نقصان کا موجب ہوگا صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں۔ کروڑوں روپیہ کا نقصان کرنے کیلئے یہ دفعہ سوچی گئی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس دفعہ کی ترتیب کے وقت یہ خیال آیا ہو کہ چند اپنے خاص مخصوص اشخاص کو مخصوص مقامات پر معاملہ آبکاری دیکر اوس سے غلط طور پر استفادہ کیا جائے۔ اسلئے پوری قوت کے ساتھ میں آپکو وطن کی ہمدردی کا واسطہ دیکر اپیل کرونگا کہ اس دفعہ کی مخالفت کریں اور اسکو قانون کا درجہ نہ دیں اور جو خیال رد کئے جانے کے قابل ہیں اوس کو رد کر دیں۔

شری کے۔ وی۔ ر۔ نگا ریڈی۔ مسٹر اسپیکر سر۔ جب کوئی ترمیم لائی جاتی ہے یا کوئی بات کہی جاتی ہے چاہے وہ کسی مسئلہ سے متعلق ہو تو یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اوس میں کس حد تک حقیقت ہے بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح مخالفت کیجائے چاہے وہ حقائق پر مبنی بھی ہو۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ غریبوں کا خون چوسکر سزکاری خزانے کو بھرنے کی گورنمنٹ کوشش کرتی ہے اور دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے کہ سرکاری آمدنی کو متاثر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ آج ہی میں نے ایک کارروائی میں تجویز کی ہے کہ گوئڈ بھیل کو ٹرائیبل ایریاز (Tribal Areas) میں جانوروں کی بیچرائی کی فیس معاف کیجائے۔ اس سال میں نے حسب سابق وصول کرنے کا حکم دیا تھا لیکن اس بار میں اتنی گڑبڑ کی گئی کہ پھر معاف کرنے کا حکم دیا گیا۔ صحرا میں بعض جگہ لوگ بلا اجازت شراب تیار کرنے کے عادی ہیں۔ ایسے مقامات پر نہیں

مقرر کی گئی ہے۔ یعنی دوسری جگہ نو روپیہ لئے جاتے ہیں تو وہاں ساڑھے چار روپیہ مقرر کئے گئے ہیں تاکہ رفتہ رفتہ خلاف ورزی قانون اور مفت خوری کی یہ عادت جاتی رہے۔ جب رفتہ رفتہ انکی عادت کو اسطرح بدلا جائے تو آخر میں انکو خرید کر پینا پڑیگا اور بیس روپیہ گیالان تک بھی قیمت دینا ہوگا اور بیٹھک کا ہراج علدہ ہے۔ اسطرح (۶۰) روپیہ اوسط فی گیالان ہو جاتا ہے۔ جو لوگ مفت میں پینے کے عادی ہیں اگر انکو ساٹھ روپیہ دیکر پینے کا پابند کیا جائے تو وہ بغاوت برپا کرینگے اسلئے انکو سابقہ کی طرح مفت پینے کی اجازت دینے کی بجائے مناسب یہ خیال کیا گیا کہ اسطرح بتدریج قیمت شراب بڑھاتے بڑھاتے اس قابل بنایا جائے کہ رفتہ رفتہ اون سے مفت خوری کی عادت چھوٹ جائے۔ اس لئے یہ چیز اس دفعہ میں رکھی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آنریبل ممبرس نے اس کو غور سے نہیں پڑھا ورنہ اس قدر زور و شور سے اسکی مخالفت نہ کی جاتی

شری رتن لال کوٹھیچہ - اپوزیشن کی پنجپس پر کوئی ایسے صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جو اسمبلی کے رکن نہیں ہیں

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - کہاں ہیں؟ کوئی ایسے صاحب تو نہیں ہیں جو اسمبلی کے رکن نہوں۔ کوئی نہیں ہیں۔ شاید آپکو غلط فہمی ہوئی ہے

شری رام راؤ - شاید نظر کا دھوکہ ہے

شری ایم۔ بیچیا - چونکہ آبکاری بل پیش ہوا ہے اسلئے ایسا معلوم ہو رہا ہے۔

شری کے۔ وی - رنگا ریڈی - ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ اسطرح خفیہ کشیدگی میں اضافہ کرنا مقصود ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ کے الفاظ کو سمجھنے میں کچھ غلطی ہوئی ہے یا یہ کہ اس کے اصطلاحی معنی لئے جارہے ہیں۔ جب اجازت دیتے ہیں تو اسکو خفیہ کشید نہیں کہا جاسکتا۔ وہ تو اجازت یافتہ کشید کہلائی جائیگی۔ البتہ وہ شراب جسکی کشید کی اجازت نہ دی گئی ہو خفیہ کشید کہلائے گی۔ اگر کوئی خفیہ کشید کر رہا ہو اور ہم نے اسکی اجازت دیدی ہو تو وہ خفیہ کشید نہیں کہلائیگی۔ اجازت کے بعد تو وہ عمل خلاف ورزی کی تعریف میں نہیں آئیگا البتہ اجازت سے پہلے خلاف ورزی ہو رہی تھی یہ متصور ہوگا۔ اگر آج ہم اس سہولت کو ختم کر دیں تو تمام صحرائی اقوام صحراؤں میں خفیہ کشید کرینگے۔

شری عبدالرحمن - آپکو صحرائی اقوام سے اتنی ہمدردی ہے تو ڈسٹری سے انکو تقسیم کرنے کا انتظام کیوں نہیں کرتے۔

شری کے۔ وی - رنگا ریڈی - عادل آباد کے جنگلوں میں پھر کر شراب تقسیم کرنے کی ذمہ داری اگر آنریبل ممبر لیتے ہیں تو میں ڈسٹری سے شراب مہیا کرنے کیلئے تیار ہوں۔ اس کے باوجود میں یہ کہوں گا کہ ایسا انتظام کرنے میں یہ دفعہ حائل نہیں ہے اس دفعہ سے اسکی ممانعت نہیں ہوتی۔ لیکن جسوقت آپ ایسے انتظام کو پورا کرنے کے قابل نہ رہینگے میں اسی وقت اس دفعہ کا استعمال کرونگا۔ اگر آپکے اس سیشن کو قبول بھی

کر لیا جائے تب بھی اس دفعہ کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ لازمی طور پر وہ بھٹیاں نہیں لگائیں گے۔ بھٹی تو اوسوقت لگائیں گے جب سررشتہ آبکاری سے اجازت لینگے۔ اس واسطے یہ بحث متعلق نہیں ہے اور نہ اسکو حذف کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ دفعہ خزانہ سرکار کو متاثر کرنے کیلئے نہیں لایا گیا ہے بلکہ اس سے آمدنی کو ہمارے قابو میں رکھنے کیلئے ایک شرط عائد کرنا مقصود ہے تاکہ رفتہ رفتہ انکو پورے طور پر قابو میں لایا جائے۔ لہذا میں اپیل کرونگا کہ اس دفعہ میں جو ترمیم لائی گئی ہے اس سے دستبرداری کی جائے۔

Mr. Deputy Speaker : The question is :

“The clause 10 stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

Clause 10 was added to the Bill.

Clauses 11 and 12

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ جہاں تک کلاز ۱۱ و ۱۲ کا تعلق ہے اس میں کوئی ترمیم نہیں آئی ہے اسلئے میں دونوں کو ایک ساتھ ووٹ کیلئے رکھتا ہوں۔

The question is :

“That clauses 11 and 12 stand part of the Bill.”

The motion was adopted.

Clauses 11 and 12 were added to the Bill.

Shri K. Venkatrama Rao : Sir, I beg to move :

“That for clause (b) of section 13 of the Act proposed to be substituted by clause 13 of the Bill, the following be substituted, namely,—

Notwithstanding anything contained in this Act, on Sendhi by a tax on each tree from which sendhi is drawn to be paid in lumpsum or in such instalments and for such period or according to its quantity before it is imported, exported or transported as given below :

1. There shall be no auction of the right of vend, but the price shall be fixed for each tree given for tapping and allotted to a particular shop. This price shall include the licence fee and the tree tax. For the purpose of arriving at the price, the

average total Government income from each village or shop shall be worked out on the basis of the incomes of the years 1356 (1946-47), 1357 (1947-48) and 1360 (1950-51) Fasli. The years 1358 (1948-49) and 1359 (1949-50) Fasli were abnormal and so the incomes of these years shall not be considered for this purpose.

2. The minimum number of trees which must be accepted by the tappers shall be fixed. This number shall be 25% less than the number of trees allotted in 1356 (1946-47) Fasli. This guarantee by the tappers is necessary, lest the Government should suffer in excise revenue, for want of sufficient number of trees being tapped. The maximum number of trees which may be tapped in any village or for any shop shall be that allotted in 1356 (1946-47) Fasli.

3. The Excise Department shall determine and allot trees for each village and the tappers shall submit applications for trees which they would like to tap. The Excise Superintendent shall sanction these applications keeping in view the total number of trees available for the purpose. The applicants will distribute the trees among themselves by mutual consent and in cases of disagreement over the distribution of trees the Excise Superintendent or some officer subordinate to him not below the rank of a Sub-Inspector will be authorised to distribute the trees.

4. The full price of the trees which are sought to be tapped by the tappers shall have to be paid in the Government Treasury by the applicants before the application is submitted, as is the practice at present. After the application is sanctioned, the tapping licence and the transport permit will be issued. The applicants will not be required to submit as at present solvency certificates or to make any cash deposits with regard to the trees which they wish to tap. In exceptional circumstances, however, Excise Commissioner is empowered to collect one half of the price of the trees in advance or fix the instalments for the payment of Government dues on the production of acceptable and reliable security. Prior approval of the Minister for Excise will be essential to this course of action.

All those persons who obtain trees shall give a written agreement guaranteeing that the full minimum number of trees and that even if they fail to tap the minimum number of trees, they will pay the Government dues for the minimum number.

5. Shops will be established in suitable places near the village basthies. Tappers will be permitted to sell sendhi in selected sites in the topes as well, but such sales shall be permissible from sunrise to an hour before sunset. Tappers will have the option to sell sendhi either at the shop or at the site, but not elsewhere.

6. Excise Inspectors shall set up a committee in each village in consultation with the tappers and with the approval of the Excise Superintendent. These committees shall have 3 members, one of whom shall be the President. The functions of the committees shall be :

(i) When a permit has been secured by any person for felling any toddy or sendhi trees, to decide on the actual trees which may be cut down and where the permit is for a useful tree, to decide which tree will be cut.

(ii) If a person secures a permit for cutting of leaves to earmark the trees whose leaves may be cut.

(iii) To see that un-numbered trees are not tapped.

(iv) To supervise tapping as prescribed in the Excise Rules.

(v) To assist the officers in Excise matters and to furnish information regarding excise offences to the concerned officers.

7. The new system shall not apply to the towns and cities as arrangements can be made only in those places where trees are available locally in large quantities and large quantities of sendhi are not required to be transported over long distances. For such places, the existing system will continue.

8. The existing orders will continue to be in force even after the new system is introduced except in so far as they operate against the basic principles of the new scheme".

Mr. Deputy Speaker : Amendment moved :

"That for clause '(b) of section 13 of the Act proposed to be substituted by clause 13 of the Bill, the following be substituted, namely,—

'Notwithstanding anything contained in this Act, on sendhi by a tax on each tree from which sendhi is drawn to be

paid in lumpsum or in such instalments and for such period according to its quantity before it is imported, exported or transported as given below :

1. There shall be no auction of the right of vend, but the price shall be fixed for each tree given for tapping and allotted to a particular shop. This price shall include the licence fee and the tree tax. For the purpose of arriving at the price, the average total Government income from each village or shop shall be worked out on the basis of the incomes of the years 1356 (1946-47), 1357 (1947-48) and 1360 (1950-51) Fasli. The years 1358 (1948-49) and 1359 (1949-50) Fasli were abnormal and so the incomes of these years shall not be considered for this purpose.

2. The minimum number of trees which must be accepted by the tappers shall be fixed. This number shall be 25% less than the number of trees allotted in 1356 (1946-47) Fasli. This guarantee by the tappers is necessary, lest the Government should suffer in excise revenue, for want of sufficient number of trees being tapped. The maximum number of trees which may be tapped in any village or for any shop shall be that allotted in 1356 (1946-47) Fasli.

3. The Excise Department shall determine and allot trees for each village and the tappers shall submit applications for trees which they would like to tap. The Excise Superintendent shall sanction these applications keeping in view the total number of trees available for the purpose. The applicants will distribute the trees among themselves by mutual consent and in cases of disagreement over the distribution of trees the Excise Superintendent or some officer subordinate to him not below the rank of a Sub-Inspector will be authorised to distribute the trees.

4. The full price of the trees which are sought to be tapped by the tappers shall have to be paid in the Government Treasury by the applicants before the application is submitted, as is the practice at present. After the application is sanctioned, the tapping licence and the transport permit will be issued. The applicants will not be required to submit as at present solvency certificates or to make any cash deposits with regard to the trees which they wish to tap. In exceptional circumstances, however, the Excise Commissioner is empowered to collect one half of the price of the trees in

advance or fix the instalments for the payment of Government dues on the production of acceptable and reliable security. Prior approval of the Minister for Excise will be essential to this course of action.

All those persons who obtain trees shall give a written agreement guaranteeing that the full minimum number of trees and that even if they fail to tap the minimum number of trees, they will pay the Government dues for the minimum number.

5. Shops will be established in suitable places near the village basthies. Tappers will be permitted to sell sendhi in selected sites in the topes as well, but such sales shall be permissible from sunrise to an hour before sunset. Tappers will have the option to sell sendhi either at the shop or at the site, but not elsewhere.

6. Excise Inspectors shall set up a committee in each village in consultation with the tappers and with the approval of the Excise Superintendent. These committees shall have 3 members, one of whom shall be the President. The functions of the committees shall be :

(i) When a permit has been secured by any person for felling any toddy or sendhi trees, to decide on the actual trees which may be cut down and where the permit is for a useful tree, to decide which tree will be cut.

(ii) If a person secures a permit for cutting of leaves to earmark the trees whose leaves may be cut.

(iii) To see that un-numbered trees are not tapped.

(iv) To supervise tapping as prescribed in the Excise Rules.

(v) To assist the officers in Excise matters and to furnish information regarding excise offences to the concerned officers.

7. The new system shall not apply to the towns and cities as arrangements can be made only in those places where trees are available locally in large quantities and large quantities of sendhi are not required to be transported over long distances. For such places, the existing system will continue.

8. The existing orders will continue to be in force even after the new system is introduced except in so far as they operate against the basic principles of the new scheme."

شری کے - وینکٹ رام راؤ - میری ترمیم ایک لمبی چوڑی ترمیم ہے لیکن
اس میں

Shri L. K. Shroff (Raichur) : Sir, Point of order. I doubt whether the proposed amendment of Shri K. Venkatrama Rao is in order. He wants that clause (b) of section 13 should be substituted by the amendment proposed by him. But the marginal heading given to this clause has not been changed by him. So, it is to be understood that the substance of the amendment proposed by him is the same as given in the Bill. However, if we look at the subject matter of the amendment, we find that so many things have been said there which are quite irrelevant to the subject matter of clause (b) of the Bill. The marginal heading reads thus : *Prohibition of keeping liquor, etc., in possession*. But the amendment suggested by the hon. Member makes provision for so many other things, such as, how many trees should be allotted for each village, setting up of a Committee, and so on. All these things, I am afraid, are extraneous to the subject matter of the particular clause that is sought to be amended, I therefore, feel that his amendment is out of order.

شری کے - وینکٹ رام راؤ - مسٹر اسپیکر - شائد میرے دوست نے سکشن (۱۳) نہیں پڑھا - میری ترمیم ہر طرح سے آرڈر میں ہے - مارجینل نوٹ (Marginal note) کا آئریبل ممبر نے جو حوالہ دیا ہے

Prohibition of keeping liquor, etc., in possession,

دفعہ کو آپ ملاحظہ فرمائیں - اسمیں کہیں " لکر " (Liquor) کے الفاظ نہیں ہیں - مدراس کے قانون کو مکھی کو مکھی لکھنے کی وجہ سے شائد ایسے الفاظ آگئے ہوں اور ایسا سمجھنے کی گنجائش ہو - کیونکہ (بی) سیندھی سے متعلق ہے - اور یجنل سکشن (۱۳) کا سب کلارز (بی) یہ ہے -

(b) on sendhi by a tax on each tree from which sendhi is drawn to be paid in a lumpsum or such instalments and for such period as may be prescribed, or according to its quantity before it is imported, exported or transported.

mode of levying Abkari duty

اسکو واضح کرنے کے لئے سکشن (۱۳) کا اور ایک حصہ ہے۔

گویا اکسائز ڈیوٹی کس طرح وصول کی جائیگی اسکے متعلق سکشن (۱۳) کے سوا کوئی اور دفعہ قانون میں نہیں ہے۔ اور ”ایز مئے بی پرسکرائبڈ“ (As may be prescribed) کی بجائے ہم خود اسکو پرسکرائب اسطریقہ سے کرنا چاہتے ہیں۔ اسوجہ سے امڈمنٹ آرڈر میں ہے۔ یہ کسی طرح آبکاری ایکٹ سے ان کنسٹنٹ (Inconsistent) نہیں ہے۔ میرے دوست نے اسکی ان کنسٹنٹسی کے ریزنس (Reasons) نہیں بتائے ہیں۔ محض اون کا کہنا ہی کہنا ہے۔ جو حق پرسکرائب کرنے کا حکومت لے رہی ہے وہ ہم لینگے۔ اور اسکو پرسکرائب کرینگے۔ اس لئے میں عرض کرونگا کہ میری جو امڈمنٹ ہے وہ قابل پیش رفت ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - میں سمجھتا ہوں کہ امڈمنٹ آرڈر میں ہے۔ مارجنل نوٹ کی وجہ سے امڈمنٹ میں فرق نہیں ہوتا۔

شری کے - وینکٹ رام راؤ - کانسٹیوٹنٹل امڈمنٹ کے طور پر اس مارجنل نوٹ کو بھی بدلنا پڑیگا کیونکہ خود مارجنل نوٹ غلط ہے۔

Shri L. K. Shroff: The hon. Member has not proposed any amendment to the marginal heading.

Shri K. Venkatrama Rao: That will be at the stage of 3rd reading. That stage has not yet come.

تو میری جو امڈمنٹ ہے وہ ایک بنیادی اصول کو سامنے لا رہی ہے۔ گو میری امڈمنٹ لمبی چوڑی ہے لیکن مجھے کہنا پڑتا ہے کہ گروچی کا سبق گروچی کو سنانا ہوگا۔ آنریبل منسٹر، ٹری ٹو دی ٹیپر“ (Tree to the tapper) کے کیمپین کے سلسلہ گروچی ہوچکے تھے۔ اور اب گروچی اپنا اپدیش اور اپنا سبق بھول چکے ہیں۔ اس لئے کبھی کبھی ضرورت پڑتی ہے کہ اس بھولے ہوئے سبق کو یاد کرایا جائے یا اسکو دھرایا جائے۔ آبکاری ایکٹ میں خود محاصل وصول کرنیکا طریقہ معین نہیں ہے۔ اسکے متعلق گشتیات ہیں۔ اور یہ چیز صرف سررشتہ کے رحم و کرم پر منحصر ہے۔ اسکے علاوہ تجربہ سے ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ نمبر اندازی کا جو طریقہ ہے وہ آؤٹ آف ڈیٹ (Out of date) ہے۔ وہ کسی طرح سے بھی حکومت کے مالیہ میں اضافہ کرنے کے لئے مددکا باعث نہیں بن سکتا۔ سررشتہ آبکاری کے سال حال کے فیکرس دیکھیں اور اسکا مقابلہ سال گزشتہ کی آمدنی سے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آبکاری کی رقم کافی گر گئی ہے۔ میں عرض کرونگا کہ ضرور لوگوں کی قوت خرید گرتی جارہی ہے اور آبکاری کے ہراجات کی قویات ایک مقولہ کے بموجب پاپ کی طرح بڑھ رہی ہیں۔ اور نتیجہ کے طور پر اسکا پارکسمینٹ

(Consumer) پر پڑ رہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض مقامات پر کسٹمرس (Customers) کے اسٹرائک کرنے کی نوبت آگئی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اس حد تک قیمت گھٹائینگے تو ہم استعمال کریں گے۔ چنانچہ نلگنڈہ وغیرہ بعض مقامات پر ایسی صورتیں پیش آئی ہیں۔ سیندھی فروخت کرنے والوں اور کلالوں کو نقصان ہو رہا ہے۔ آخر کہاں تک ہراجات کی رقم بڑھتی ہی رہیگی؟ ایک زمانہ تھا جبکہ آبکاری کی رقم ہزاروں یا لاکھوں تک محدود تھی۔ اب یہ رقم کوئی نو کروڑ تک پہنچ گئی ہے۔ مالگزاری کی جو ٹوٹل آمدنی ہے اوس سے بھی یہ آبکاری کی رقم بڑھ گئی ہے۔ آخر اس میں کس حد تک اضافہ ہوتا رہیگا؟ وہ جو کہتے ہیں کہ (Law of diminishing Returns) وہ پرنسپل یہاں اپلائی ہوتا جا رہا ہے۔ اسکی جیتی جاگتی مثال گزشتہ سال اور پیوستہ سال کی رقومات دیکھنے سے ملتی ہے۔ اور ایک چیز یہ بھی ہے کہ ہراجات کے سلسلہ میں جو آمدنی ہونی چاہئے وہ گھٹ رہی ہے۔ اسکی وجہ سے اس میں کرائس پیدا ہو رہا ہے اور حکومت کے مالیہ پر بھی بار پڑ رہا ہے۔ اس کو بچانے کے لئے یہاں ایک طریقہ معین کیا گیا ہے۔ یہ طریقہ کوئی نیا طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ اس طریقہ کے بانی مہانی خود منسٹر صاحب ہیں۔ نمبر اندازی کے سلسلہ میں محکمہ آبکاری میں جو کرپشن ہے وہ دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اگر نمبر اندازی کا سسٹم نکال دیا جائے تو کرپشن کی بنیاد جڑ سے نکل جائیگی۔ نمبر اندازی کی وجہ سے اصلی فائدہ نہ کلل کو پہنچتا ہے اور نہ سرکار کو یہ رقم وصول ہو رہی ہے۔ سرکار کو اس وقت آبکاری سے تقریباً ۹ کروڑ کی آمدنی ہو رہی ہے۔ اس کا ایک تہائی حصہ معمولات کے طور پر کلالوں کی جیب سے خالی ہو رہا ہے۔ لیکن یہ حصہ حکومت کو نہیں پہنچ رہا ہے۔ گویا نہ کلالوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے اور نہ حکومت کو۔ اور اس کی بجائے بیچ والوں کی جیب میں یہ پیسہ جا رہا ہے۔ اسکو روکنے کا طریقہ یہی ہے کہ نمبر اندازی کے سسٹم کو ختم کیا جائے۔ اور اس میں سرکار کا مالی نقصان ہونے کی بھی کوئی بات نہیں ہے۔ موجودہ جو آمدنی ہے اس کو قائم رکھتے ہوئے لیسنس فی (Licence fee) اور ٹری ٹیکس (Tree tax) کے ایوریج (Average) پر یعنی ایوریج ٹری ٹیکس انکلوڈنگ لیسنس فی (Average tree tax including licence fee) پر رقم کا تعین کیا جانا چاہئے۔ اور گاؤں کے درختوں کا بھی تعین کیا جانا چاہئے۔ ہر ضلع اور تعلقے کے لوگوں کی جانب سے درخواستیں آنے کے بعد اون کو وہ الاٹ (Allot) کئے جانے چاہئیں۔ اس لحاظ سے ہر گاؤں میں درخت کا جو ڈسٹریبوشن ہوتا ہے وہ اون کے حوالہ کیا جائے۔ اسکے بعد یہاں یہ بھی رکھا گیا ہے کہ وہ آمدنی ہوتی ہے یا نہیں۔ اسکے لئے کم از کم ایک مقدار ہر گاؤں کے لئے درختوں کی معین کی گئی ہے کہ اتنے درخت لائے جائیں گے۔ اسکے بعد ٹیپنگ (Tapping) کے سلسلہ میں جو رولس ہیں وہ رہ جائے ہیں۔ ایک اہم چیز یہ ہے کہ ہمارے پاس جو نمبر اندازی کا طریقہ ہے وہ ختم ہو جائے تو اس پیشہ سے جن لوگوں کا تعلق ہے ان میں ایک قسم کی سرٹینٹی (Certainty) آجاتی ہے اور مڈل من (Middlemen) بھی الیمینٹ (Eliminate) ہو جاتے ہیں۔

آج ہماری آبکاری کی آمدنی گھٹتی جا رہی ہے۔ اس سے ہمیں سبق سیکھنا چاہئے اور آبکاری کے محکمہ کو بدلتے ہوئے حالات کے لحاظ سے آرگنائز (Organise) کرنا چاہئے۔ اس پر غور نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ وہی پرانے ڈگر پر پرانے ڈھنگ سے اسکو چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ زمانہ ایسا آگیا ہے کہ حکومت کا مالیہ اس سے متاثر ہو رہا ہے۔ جیسا کہ خود منسٹر صاحب نے کہا حالات بدل گئے ہیں اور لوگوں کی نیت میں فرق آ رہا ہے۔ اسلئے میری گزارش ہے کہ اس ترمیم کو قبول کرتے ہوئے نمبر اندازی کے جھنجھٹوں کو ختم کیا جائے اور ایک پرمیٹ طریقہ جو اس ترمیم میں چاہا گیا ہے اختیار کیا جائے۔ ورنہ اس سے حکومت کے مالیہ کو نقصان پہنچے گا۔ یہ ایک بنیادی امینڈمنٹ ہے جس پر میرے دیگر آنریبل دوست کافی روشنی ڈالینگے اور خود منسٹر صاحب کو معاملات آبکاری کا تجربہ ہے اور اب بھی وہ اس کے منسٹر ہونے کے باعث مزید تجربہ حاصل کر رہے ہیں۔ اسلئے میں یہ معاملہ ان کے غور مکرر کیلئے پیش کرتا ہوں۔ اگر اس پر عمل نہ کیا جائے تو یہ کہنا پڑیگا کہ جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ گروچی کا سبق گروچی کو یاد دلاتا ہوں۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری ایم۔ بیچا۔ منسٹر اسپیکر سر۔ جو ترمیم آنریبل ممبر شری وینکٹ رام راؤ نے پیش کی ہے میں اسکی تائید کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ ہمارے اکسائز منسٹر صاحب بھی اس سے متفق ہونگے کیونکہ انہوں نے بھی اپنی طرف سے نئی اسکیم کو عمل میں لانے کیلئے اس ہاؤس میں اور ہاؤس کے باہر بھی عوام کو یہ امید دلائی ہے کہ یہ اسکیم تراشنے والوں کیلئے بہت مفید ہوگی۔ دوسری چیز یہ ہے کہ موجودہ حالات میں آج ہم دیکھتے ہیں کہ بلا نمبر اندازی درختوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ اگر نئی اسکیم کو عمل میں لایا جائے تو بلا نمبر اندازی درختوں کی تراش کو بڑی حد تک روکا جاسکتا ہے۔ دفعہ ۷ اور ۳ میں جو امینڈمنٹ آنریبل منسٹر آبکاری کی طرف سے لایا گیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کنٹراکٹس جو معاملہ حاصل کرتے ہیں کسی صورت میں رقم نہ دینگے تاوقتیکہ تراشنے والے معاملہ نہ چلائیں۔ منسٹر صاحب نے پرسوں فرمایا ہے کہ () اگر یہ حالت ہے تو کنٹراکٹر کو معاملہ دیکر ان کے ضمنی مستاجروں کو بندوبست کرنے کی بجائے راست تراشنے والے کو معاملہ کیوں نہیں دیا جاتا تاکہ کنٹراکٹر صاحب اور ملازمین سرکار ملکر خزانہ سرکاری کی رقم کو لوٹنے کی جو کوشش کرتے ہیں اسکا خاتمہ ہو۔ اسلئے میں امید کرتا ہوں کہ منسٹر صاحب آبکاری اس ترمیم کو ضرور منظور کریں گے کیونکہ وہ انکا ہی سلوگن (Slogan) ہے۔

شری عبدالرحمن۔ منسٹر اسپیکر سر۔ میرے دوست شری وینکٹ رام راؤ صاحب نے بڑی محنت اور بڑی کاوشوں کے ساتھ یہ ترمیم ترتیب دی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ معزز منسٹر صاحب کے خیالات کی ترجیح ہے۔ میں ایک زمانے سے سنا تھا کہ ہمارے

معزز منسٹر صاحب کے ایسے خیالات ہیں - بالخصوص پولیس ایکشن سے پہلے اس قسم کے نعرے اور تقاریر باہر کے اخباروں کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں - ہمارے لیڈروں کی وہ تقاریر ہمارے کانوں میں گونج رہی ہیں - لیکن ہماری بدبختی ہے کہ جب اپنی حکومت قائم ہوئی تو وہ نعرے نعرے ہو کر رہ گئے - عمل کچھ نہوا - توقع ہے کہ رفتہ رفتہ حالات پر قابو پایا جائیگا اور ان نعروں کی عملی تکمیل کی طرف توجہ دیا جائیگی - لیکن اب جیسا کہ اس ترمیم میں خواہش کی گئی ہے وقت واحد میں پورے اسٹیٹ میں یہ اسکیم نافذ کرنے کی ذمہ داری نہیں لیتے تو کم از کم کچھ تعلقوں یا مواضعات ہی میں سہی اس اسکیم پر عمل پیرا کی جائے - یہ کوئی نئی بات نہیں ہے - ان ہی کے خیالات کی ترجیحی کی گئی ہے - یہ ممکن ہے کہ معزز منسٹر اس سے اختلاف نہ کریں - لیکن پورے اسٹیٹ میں یکایک اس اسکیم کو نافذ کرنے کی بجائے چند مقامات پر اسکو نافذ کریں تو اسکے نتائج و عواقب منسٹر صاحب کے سامنے بھی آئینگے اور پبلک کو بھی اسکا تجربہ ہو جائیگا - اگرچہ کہ یہ اسکیم اس قابل ہے کہ وقت واحد میں پورے اسٹیٹ میں نافذ کی جائے لیکن پھر اگر وہ اپنا تحفظ چاہتے ہیں تو کم از کم ایک تعلقہ میں اسکو نافذ کیا جائے -

* شری گوپال راؤ (پاکمال) - منسٹر اسپیکر سر - جو ترمیم ہاؤس کے سامنے آئی ہے وہ کوئی نئی چیز نہیں ہے - اسکو تو اس جانب سے آنا چاہئے تھا یا خود آنریبل منسٹر صاحب کیو لانا چاہئے تھا - جیسی اسکیم تھی ویسی ہی کی گئی ہے - اسمیں کما (Comma) یا فلستاپ (Fullstop) بھی نہیں بدلا گیا ہے - اس ڈر سے کہ شائد منسٹر صاحب اسکو قبول نہ فرمائیں کیونکہ وہ خود منسٹر صاحب کے ہاتھ کی لکھی ہوگی یا انکے سبائرنیش (Subordinates) لکھے ہونگے - بہر حال اسمیں کوئی نئی ترمیم نہیں ہے - اس سے پہلے بھی جنرل ٹکشن کے سلسلہ میں میں نے عرض کیا تھا کہ ٹری ٹو دی ٹیپر کا جو نعرہ بلند کیا گیا تھا اسکو عمل میں لایا جائے - اسمیں کوئی خرابی تو نہیں ہے کہ اس پر عمل نہ ہو - پرسوں آنریبل منسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ لوگ بددیت ہو گئے اور بے ایمان ہو گئے ہیں - کیا ہو گئے ہیں اور کدھر ہو گئے ہیں ان تمام باتوں کو دور کرنے کیلئے اس اسکیم کو نافذ کیا جاسکتا ہے - اگر اسمیں کوئی نقص موجود ہو تو اسکو دور کرنے کیلئے گورنمنٹ موجود ہے - ہاؤس میں اسٹنڈنٹ پیش کیا جاسکتا ہے - اور وہ خرابی دور کی جاسکتی ہے - دفعہ ۷ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ پورے اسٹیٹ میں سٹیز اینڈ ٹاؤنس (Cities and towns) کو متنا کر کے جیہاں ممکن ہو وہاں اسکو عمل میں لایا جاسکتا ہے - آنریبل منسٹر صاحب مدارس سسٹم پر جو اسکیم نافذ کر رہے ہیں اسکو اس سے کسی قسم کا دھکے پہنچنے والا بھی نہیں ہے اور نہ ٹری ٹو دی ٹیپر کے سلسلہ میں کوئی رکاوٹ ہو سکتی ہے - اسلئے اس پر عمل کیا جاسکتا ہے - اگر اس اسکیم سے کسی قسم کی خرابی پیدا ہو تو ہاؤس سال میں دو مرتبہ کسی طرح بیٹھتا ہی ہے ترمیم لا کر اسکو ایک ہی ” ورڈ “ میں ختم کیا جاسکتا ہے - اسلئے میں آنریبل منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اسکو مان لیں -

میرے دوست کے اسٹنڈنٹ پر میرا یہ چھوٹا سا اسٹنڈنٹ ہے کہ (Previous approval of the Govt.) کی بجائے (Previous approval of the Minister) سیٹیٹیوٹ کیا جائے۔ یہ ممکن ہے۔ اسلئے میں ہاؤس کے آنریبل ممبرس سے اور منسٹر صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ بلا کسی بحث اور ہاؤس کا وقت خراب کئے اس ترمیم کو قبول کر لیا جائے۔ آنریبل منسٹر کے اخباری بیانات اور پریس نوٹ وغیرہ سے اسکی کافی وضاحت ہو چکی ہے اور خود آنریبل منسٹر مجھ سے زیادہ اس بارے میں کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے اسکو قبول کیا جائے۔

* شری جگناتھ راؤ چنڈر کی (یادگیر۔ عام)۔ منسٹر اسپیکر سر۔ اس خواہش کے تحت کہ اسکیم کو عمل میں لایا جائے جو اسٹنڈنٹ دیا گیا ہے اسکو دیکھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنریبل منسٹر کے ان خیالات کو جو انہوں نے بعض مقامات کا دورہ کر کے اسکیم کے متعلق ظاہر فرماتے تھے ان سب کو آنریبل ممبر نے جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے اسٹنڈنٹ میں لانے کی کوشش کی ہے۔ جب ہم ایک دفعہ وضع کرتے ہیں تو اسکی ایک خاص ٹیکنیکل لنگویج (Technical language) ہوتی ہے اور کچھ خاص اغراض کیلئے یہ دفعہ مدون کیا جاتا ہے۔ اس دفعہ کو پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی چیزیں اس دفعہ سے متعلق نہیں بتلائی گئی ہیں جنہیں نہ ترمیم کہا جاسکتا ہے، نہ ڈولس اور نہ کوئی قاعدہ۔ البتہ منشا ہو سکتا ہے۔ لیکن منشا کبھی اسطرح نہیں آسکتا۔ میں اسکو پڑھتا ہوں۔

“The minimum number of trees which must be accepted by the tappers shall be fixed. This number shall be 25% less than the number of trees allotted in 1356 (1946-47) Fasli.”

اسکے ساتھ ساتھ.....

“This guarantee by the tappers is necessary, lest the Government should suffer in excise revenue, for want of sufficient number of trees being tapped.”

جہاں ہم ایک دفعہ وضع کر رہے ہیں اس دفعہ کے تحت ایسی چیزیں جو ترمیم کے ساتھ ایڈ (Add) کرنا ہو اسکی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس دفعہ کے لحاظ سے اسکی ضرورت نہیں ہے۔ یہ منشا ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ کو نقصان ہوتا ہے۔ مگر منشا قانون نیل نہیں لاسکتے۔ کلاز (ہ) میں محصول حاصل کرنے کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے اور جس کی ترمیم کی جا رہی ہے اسکے تحت ممبر (ہ) یہ ہیکہ

Shops will be established in suitable places near the village basthies.

شاہس کے سلسلے میں سیندھی پر کیسے ٹیکس عائد کیا جائیگا۔ اس طریقہ کے متعلق چوتھا یہ دفعہ ہے اسکے سمبندہ میں یہ ترمیم آئی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ ترمیم (ہ) کی ہے۔

کیا گیا ہے سیندھی کی دوکانات ایسی جگہ پر ہونی چاہئیں جو ولیج کے قریب ہو یا دور ہو اس قسم کے اسٹنڈنٹس اس میں پیدا نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ میں نے ابتدا میں کہا تھا۔ معاملہ حاصل کرنے کے سلسلے میں جو تقاضے ہیں اس سلسلے میں آنریبل منسٹر آبکاری نے جو تقریر کی ہے یا جن تقاضے کا اظہار کیا ہے انکو ایک اسٹنڈنٹ کی شکل میں یہاں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہم واضعان قانون کو مشکل ہو جائیگی کہ کس حد تک جو ترمیم اس دفعہ کے تحت لینا چاہتے ہیں وہ موزوں ہو سکتی ہے۔ چنانچہ تمثیل کے طور پر ان دو چیزوں کو یہاں ظاہر کیا۔

دوسری چیز آنریبل ممبر جو اس اسٹنڈنٹ کے موور ہیں ان سے اپیل کرنا ہے کہ ہم اس دفعہ کو بہت لمبا چوڑا کر رہے ہیں میں نہیں سمجھتا اور اس کے تحت اسٹنڈنٹ میں یہ چیز بیان کی گئی ہے کہ جو چیزیں رولس میں آ سکتی ہیں ان کی صراحت ہو سکتی ہے۔ کس طریقہ سے کیجائے کس طریقہ سے نہ کیجائے کتنے جھاڑ نہیں دے جائینگے، اس کی صراحت رولس میں ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے کافی گنجائش ہے۔

”as may be prescribed by the Government.”

میں قسم کا جو جملہ اس بل میں جو منسٹر صاحب لائے ہیں موجود ہے اس میں خود اسکی گنجائش ہے۔ اس کے علاوہ ایک چیز میں اس میں ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ یہاں آنریبل منسٹر کی جانب سے جو بل آیا ہے اور اس کا حوالہ منشا ہے اور جو ”ٹری ٹو دی ٹیاپر“، کا منشا ہے اس کے ساتھ موجودہ سسٹم کو بھی انہوں نے برقرار رکھا ہے۔ موجودہ سسٹم کو انہوں نے نکال کر اس کا اسٹنڈنٹ یہ چاہتے ہیں کہ موجودہ سسٹم پورے طور پر نکال دیا جائے اور اس ایک اسکیم میں لیا جائے۔ موجودہ سسٹم میں اس کے اسپیسفک الفاظ پڑتا ہوں۔

”On sendhi by a tax on each tree from which sendhi is drawn to be paid in lumpsum or in such instalments and for such period or according to its quantity before it is imported, exported or transported”

ایسی چیزیں ہیں۔ اس لحاظ سے صرف ”ٹری ٹو دی ٹیاپر“ کی اسکیم میں کیا تقاضے ہیں اسکو کس طریقہ سے حل کیا جانا چاہئے اس میں کیا کیا ترمیمات ہو سکتی ہیں اس کے منشا کو اچھے طور پر حاصل کرنے کیلئے اس کے منشا کو زیادہ سے زیادہ رعایا اور وہ ٹیاپرس کے حق میں سہولتیں ہم پہنچانے کے لئے کس قسم کے رولس ہونے چاہئیں اس کے رولس بنائے کیلئے حکومت اپنے پاس ہاوری ہے۔ وہ رولس تیار ہو جائینگے۔ اگر آنریبل منسٹر کی یہ خواہش ہو اور وہ اسکو مصلحت عامہ کے خلاف نہ سمجھتے ہوں تو وہ رولس ہاؤس کے سامنے آ سکتے ہیں۔ ممبرس ان پر کرنٹسزم کر سکتے ہیں۔ دفعہ (۱۳) زمین (ب) میں یہ ہے کہ ”سیندھی پر درختوں کی مقدار کے لحاظ سے درآمد برآمد یا نقل

و ارسال سے پہلے، ٹری پر ٹیکزیشن ہوگا۔ ادھر کے آنریبل ممبر یا منسٹر کوئی بھی یہ نہیں چاہتے کہ کوئی نقصان ہو۔ جیسا کہ یہ ظاہر کیا گیا ہے سنہ ۱۳۵۵ ف ۱۳۵۶ ف ۱۳۵۷ ف میں رقم آئی اسکے لحاظ سے اسکو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم ٹیکس عائد کرنا چاہتے ہیں۔ ضرور اس امر کی کوشش ہوگی اور ہمیں بھی اسکا احساس ہے کہ حکومت کے بجٹ کا جو نصف حصہ آبکاری کی آمدنی سے ہے کوئی یہ نہیں چاہتا کہ اس آمدنی میں کوئی کمی ہو۔ اور حکومت کو کاروبار چلانے میں رخنہ پڑے۔ جہاں تک میرا خیال ہے اور جس طریقہ سے میں سمجھا ہوں آنریبل منسٹر اس چیز سے بخوبی واقف ہیں اور اس ذمہ داری سے بخوبی واقف ہیں کہ حکومت کی آمدنی میں کسی قسم کی کمی نہونی چاہئے زیادہ تر ٹیپرس کو بھی سہولت دی جائے۔ حکومت پیچیدہ طریقہ کو نکال کر راست طور پر حاصل کرنے کا جو طریقہ لایا ہے وہ تجربہ کے طور پر ہے۔

لہذا میں یہ کہوں گا کہ اسکے تحت رولس بنینگے۔ دوسری چیزیں۔ موور آف دی امینڈمنٹ نے اپنے منشاء کو ظاہر کرنے کیلئے کہی ہیں۔ وہ کلاس میں آسکتی ہیں۔ میں کہوں گا کہ آنریبل موور آف دی امینڈمنٹ اپنے امینڈمنٹ پر پوس نہ کریں۔ جو سچیشٹس آئینگے ان پر ضرور غور کیا جائیگا۔

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی۔ اسپیکر سر۔ میں موجودہ قانون کا دفعہ ۱۳۔ پڑھتا ہوں۔ اس میں یہ ہے کہ ”سیندھی پر درختوں کے لحاظ سے درآمد یا برآمد یا نقل و ارسال سے پہلے، سیندھی کے درختوں کے جو معنی لائے جاتے ہیں وہ ظاہر ہے۔ میں اس سلسلے میں ترمیمات کی نسبت بھی مباحث غور سے سن رہا تھا۔ آپ کی شکایت ہی کو ہلکا کرنے کے لئے یہ ترمیم قانون میں لائی گئی ہے ضمن (ب) ایسا ہے کہ

”(ب) سیندھی پر ہر ایسے درخت کے لحاظ سے جس سے سیندھی نکالی جائے یکمشت یا ایسی قسطوں میں اور ایسی مدت کی بابت جو مقررہ ہو یا اسکی مقدار کے لحاظ سے اسکے درآمد کرنے یا برآمد کرنے یا نقل و ارسال سے پہلے،“

یکمشت لیا جائے یا اقساط میں لیا جائے اس کا اس میں اختیار دیا گیا ہے۔ میں اس سلسلے میں آنریبل ممبرس کے مباحث سن رہا تھا۔ معاملہ کرنے والوں کو یہ شکایت رہتی ہے کہ ہم کو رقم پہلے داخل کرنی پڑتی ہے۔ آپ ماہوار لیجئے یا سہ ماہی قسط لیجئے یا نصف پہلے اور نصف ختم معاملہ پر یا چھ مہینے کے بعد لیجئے۔ تراشنے والوں کو سہولت دینے کے لئے اور خصوصاً ٹری ٹودی ٹیپر (Free to the tapper) کی اسکیم کے پیش نظر تراشنے والوں کو سہولت دینے کے لئے یہ دفعہ رکھا گیا ہے۔ آپ ترمیم میں اس قسم کی چیز لائے ہیں کہ درختوں پر رقم مقرر کر دی جائے۔ اس وقت فی درخت سیندھی ساڑھے سات روپے اور فی درخت تاڑ نو روپے ہے۔ لیکن ٹری ٹود ٹیپر کے الفاظ سے ایک درخت کے ۶۰۔۵۰۔ بلکہ ۱۰۰ روپے ہو جاتے ہیں۔ اب بیشک کی رقم غلطہ لیتے ہیں۔ وروہ رقم ماہانہ لیتے ہیں۔ درختوں کی رقم یکمشت لیتے ہیں۔ لیکن وہ حق نہیں لیتے۔

باوجودیکہ ٹری ٹو دی ٹیاپر اسکیم میں موجودہ رقم سے ہم کم رقم پر دیتے ہیں تب بھی فی درخت کی قیمت ۵۰ سے ۱۰۰ روپیہ تک ہوجاتی ہے۔ اب ساڑھے سات روپیے فی درخت دیتے ہیں دقت محسوس کیجاتی ہے تو ۵۰ تا ۱۰۰ روپیے دینے میں اور بھی دقت ہوسکتی ہے۔ اور اس دقت کو رفع کرنے کیلئے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے۔ اسکی وجہ سے جو پیسے والے ہیں اور یکمشت دے سکتے ہیں ان سے یکمشت لیا جائے۔ اگر کوئی غریب ہیں تو انکے ساتھ رعایت کر کے اقساط مقرر کر کے رقم وصول کی جاسکتی ہے۔ یہ اختیار عہدہ دار کو رہتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔ امینٹمنٹ پیش کرنے والے صاحب سے امید ہے کہ وہ اپنی ترمیم سے دستبردار ہوجائیں گے۔

میں نے جب اس ترمیم کو دیکھا تو مجھے تعجب ہوا۔ جیسا کہ ایک آرہیل ممبر نے اس پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ آبکاری کے انتظامات کے سلسلے میں جو ضوابط و قوانین پہلے سے نافذ ہیں اور جو تجربات ہوئے ہیں انکے پیش نظر میں نے یہ دفعہ رکھا ہے۔ اب جو ترمیم لائی گئی ہے وہ ۵۰ قسم کے قوانین کا مجموعہ ہے۔ یہ اتنا طویل ضابطہ پیش کیا گیا ہے کہ یہ قانون سازی کے اصول کے خلاف ہے۔ یہ چیزیں قواعد میں آسکتی ہیں۔ اس قانون میں نہیں آسکتیں۔ دوسری چیز یہ کہ ہم نے ”ٹری ٹو دی ٹیاپر“ کی اسکیم کو بھی نافذ العمل رکھا ہے۔ اسکو معطل نہیں کیا ہے۔ دونوں اپنی اپنی جگہ پر ہیں۔ جہاں اس اسکیم سے معاملہ کا انتظام ہو رہا ہے وہاں یہ احکام نافذ رہیں گے اور جہاں اس اسکیم سے معاملہ کا انتظام نہیں ہو رہا ہے اور موجودہ سسٹم کے تحت انتظام ہو رہا ہے تو موجودہ قانون متعلق ہوگا اسلئے جب تک دو قسم کے انتظامات ختم ہو کر ایک قسم کا انتظام قائم نہ ہوجائے اوس وقت تک قانون اور قواعد دونوں نافذ رہیں گے۔ اگر اس میں سے کسی کو معطل کر دیں تو دونوں سسٹم چلانا مشکل ہوجائیگا۔ اسلئے میں کہوں گا کہ ٹری ٹو دی ٹیاپر کے قواعد کو اسمیں شریک کرنے سے فائدہ نہیں ہوگا۔ یہ کہا گیا ہے کہ تعہد کے زمانے میں جیسا عمل ہوتا تھا ویسا ہی رکھا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسا کیا جائے تو پچاس سال پیچھے ہم چلے جائیں گے۔ ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ نیا سسٹم نافذ کرو اور دوسری طرف ترمیم لائے ہیں تو ایک فرسودہ سسٹم کو نافذ کرنے کیلئے لائے ہیں۔ اگر موجودہ مسودہ قانون اور گزشتہ قانون اور ترمیم کا مقابلہ کر کے آپ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ آپ جو ترمیم لارہے ہیں وہ زمانہ حال کے لحاظ سے موزوں و مناسب نہیں ہے بلکہ ایک فرسودہ ترمیم ہے۔ ترمیمات میں ایسی چیزیں ہیں جو اس وقت ناقابل عمل ہیں۔ سنہ ۱۹۴۶ء اور ایسے ہی زمانے کے دو چار سنیں کا حوالہ دیکر کہا گیا ہے کہ اون سنیں میں جو درخت تراشے گئے ہیں آئندہ کیلئے بھی اوسی تعداد کو معین کر کے اتنی ہی مقدار میں دیا جائے۔ میں کہوں گا کہ درخت مر بھی جاتے ہیں اور پیدا بھی ہوتے ہیں اگر وہاں کے درخت مر گئے ہیں تو ہم درخت کہاں سے لائیں گے؟ سنہ ۴۶ تا ۴۹ء کے فیکٹس کے لحاظ سے کیسے دئے جاسکتے ہیں؟

شری کے - وینکٹ رام راؤ - یہ سال تو آپکا دیا ہوا ہے -

شری کے - وی - رنگا ریڈی - میں نے ٹری ٹو دی ٹیاپر کیلئے ان سنیں کا حوالہ دیا تھا درختوں کے تعین کیلئے نہیں - درختوں کا تعین تو ہر سال ہوتا ہے - جن سالوں میں نارمل کنڈیشن (Normal condition) رہا ہے ہم نے اون سنیں کا حوالہ دیا ہے تاکہ سیندھی پینے میں اضافہ نہ ہو - اس چیز کو ملحوظ رکھا گیا ہے - جو حوالہ سنہ ۵۲-۵۳ کیلئے دیا گیا ہے وہی حوالہ سنہ ۵۳-۵۴ کیلئے کام نہیں آسکتا - اس درستی سے ہمیں جانچنا پڑتا ہے کہ پینے کی مقدار نہ بڑھنے پائے اور ہراجات میں جو رقم وصول ہوتی ہے وہ بھی کم نہ ہونے پائے اور گتہ داروں کو جس رقم پر معاملہ ملتا ہے ارزاں ہو اور چل سکے - آپ نے ایسی چیزوں کو شامل کر دیا ہے جو قابل عمل نہیں ہیں - کسی مقام پر درخت بڑھ سکتے ہیں - ہر سال نصف درخت تراش کیلئے دینگے تو نصف بلا تراش کے آئندہ سال کیلئے محفوظ رکھے جائیں گے یہ تمام چیزیں دیکھنی پڑتی ہیں - ان تمام باتوں کے لحاظ سے میں نہیں سمجھتا کہ ترمیم کی ضرورت ہے - عجیب پرآگندہ خیالی کا مظاہرہ اس میں کیا گیا ہے - اس سے نہ معاملہ لینے والوں کو سہولت ہوگی اور نہ انتظامات میں سہولت ہوگی - ان تمام چیزوں کا لحاظ کئے بغیر محض اس تصور کے تحت کہ کچھ نہ کچھ ترمیم لانا ضروری سمجھکر شاید یہ ترمیم لائی گئی ہے - انتظام میں سہولت پیدا کرنا مقصود نہیں ہے - اسلئے میں آنریبل ممبر سے اپیل کرونگا کہ وہ اپنی ترمیم کو واپس لیں -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - کیا شری کے - وینکٹ رام راؤ چاہتے ہیں کہ انکے امینڈمنٹ کو ووٹ پر رکھا جائے -

شری کے - وینکٹ رام راؤ - ہاں -

Mr. Deputy Speaker: The question is:

“That for clause (b) of section 13 of the Act proposed to be substituted by clause 13 of the Bill, the following be substituted, namely,—

‘Notwithstanding anything contained in this Act, on sendhi by a tax on each tree from which sendhi is drawn to be paid in lumpsum or in such instalments and for such period or according to its quantity before it is imported, exported or transported as given below :

1. There shall be no auction of the right of vend, but the price shall be fixed for each tree given for tapping and allotted to a particular shop. This price shall include the licence fee and the tree tax. For the purpose of arriving at the price, the average total Government income from each village or shop

shall be worked out on the basis of the incomes of the years 1356 (1946-47), 1357 (1947-48) and 1360 (1950-51) Fasli. The years 1358 (1948-49) and 1359 (1949-50) Fasli were abnormal and so the incomes of these years shall not be considered for this purpose.

2. The minimum number of trees which must be accepted by the tappers shall be fixed. This number shall be 25% less than the number of trees allotted in 1356 (1946-47) Fasli. This guarantee by the tappers is necessary, lest the Government should suffer in excise revenue, for want of sufficient number of trees being tapped. The maximum number of trees which may be tapped in any village or for any shop shall be that allotted in 1356 (1946-47) Fasli.

3. The Excise Department shall determine and allot trees for each village and the tappers shall submit applications for trees which they would like to tap. The Excise Superintendent shall sanction these applications keeping in view the total number of trees available for the purpose. The applicants will distribute the trees among themselves by mutual consent and in cases of disagreement over the distribution of trees the Excise Superintendent or some officer subordinate to him not below the rank of a Sub-Inspector will be authorised to distribute the trees.

4. The full price of the trees which are sought to be tapped by the tappers shall have to be paid in the Government Treasury by the applicants before the application is submitted, as is the practice at present. After the application is sanctioned, the tapping licence and the transport permit will be issued. The applicants will not be required to submit as at present solvency certificates or to make any cash deposits with regard to the trees which they wish to tap. In exceptional circumstances, however, the Excise Commissioner is empowered to collect one half of the price of the trees in advance or fix the instalments for the payment of Government dues on the production of acceptable and reliable security. Prior approval of the Minister for Excise will be essential to this course of action.

All those persons who obtain trees shall give a written agreement guaranteeing that the full minimum number of trees,

and that even if they fail to tap the minimum number of trees they will pay the Government dues for the minimum number.

5. Shops will be established in suitable places near the village basthies. Tappers will be permitted to sell sendhi in selected sites in the topes as well, but such sales shall be permissible from sunrise to an hour before sunset. Tappers will have the option to sell sendhi either at the shop or at the site, but not elsewhere.

6. Excise Inspectors shall set up a committee in each village in consultation with the tappers and with the approval of the Excise Superintendent. These committees shall have 3 members, one of whom shall be the President. The functions of the committees shall be :

(i) When a permit has been secured by any person for felling any toddy or sendhi trees, to decide on the actual trees which may be cut down and where the permit is for useful trees to decide which tree will be cut.

(ii) If a person secures a permit for cutting of leaves to earmark the trees whose leaves may be cut.

(iii) To see that un-numbered trees are not tapped.

(iv) To supervise tapping as prescribed in the Excise Rules.

(v) To assist the officers in Excise matters and to furnish information regarding excise offences to the concerned officers.

7. The new system shall not apply to the towns and cities as arrangements can be made only in those places where trees are available locally in large quantities and large quantities of sendhi are not required to be transported over long distances. For such places, the existing system will continue.

8. The existing orders will continue to be in force even after the new system is introduced except in so far as they operate against the basic principles of the new scheme."

The motion was negatived.

Mr. Deputy Speaker : The question is :

"That clause 13 stand part of the Bill."

The motion was adopted.

Clause 13 was added to the Bill.

Clause 14

Mr. Deputy Speaker : Let us proceed to clause 14.

Shri K.L. Narsimha Rao : Sir, I beg to move.

“ For section 13-A proposed to be inserted by clause 14 of the Bill substitute the following, namely—

“ When sendhi-yielding abkari trees are tapped without licence, the tax due shall be recoverable from the lessee ’

Mr. Deputy Speaker : Amendment moved :

“ For section 13-A proposed to be inserted by clause 14 of the Bill substitute the following, namely—

“ When sendhi-yielding abkari trees are tapped without licence, the tax due shall be recoverable from the lessee ’

Shri Ramrao Gyanoba : Sir, I beg to move.

“ At the end of sub-section (2) of section 13-B proposed to be inserted by clause 14 of the Bill, add the following proviso, namely—

‘ Provided that if the owner or/and any other person having interest in the land may get the deposit credited to the revenue assessment due on the said land, and if in this respect a share of a tenant on the land is so credited, he shall be entitled to deduct the sum so credited from the rent payable by him to the owner of the land ’.

Mr. Deputy Speaker : Amendment moved.

“ At the end of sub-section (2) of section 13-B proposed to be inserted by clause 14 of the Bill, add the following proviso, namely—

‘ Provided that if the owner or/and any other person having interest in the land may get the deposit credited to the revenue assessment due on the said land, and if in this respect a share of a tenant on the land is so credited, he shall be entitled to deduct the sum so credited from the rent payable by him to the owner of the land. ”

శ్రీ కె. యల్. నరసింహారావు :

స్పీకర్ సర్,

నేను యీ ౧౪ వ సెక్షనుకు సవరణ తీసుకువచ్చాను. అదే ఏమిటంటే, “ఏన్నేలే నెంబరు లేకుండా గీయబడినచెట్లు, పున్నాయో, వాటివల్ల ప్రభుత్వానికి నష్టము సంభవిస్తే, అక్కడ డొండ్ కంట్రాక్టర్ గాక, ఆ చెట్లు గీసినవాడు, కంట్రాక్టరు ఇద్దరూ డొండగా, ఆ చెట్లు ఏ భూమిలో ఉన్నవో, ఆ భూమి పట్టాదారు నుంచిగాని, లేక ఆ భూమి ఆక్రమితుడుగా నున్న కౌలుదారు నుంచిగాని, వసూలుచేసే హక్కు గవర్నమెంటుకు ఉన్నదీ” అని ఉన్నదానికి బదులు ఆ డబ్బును కంట్రాక్టరునుంచి మాత్రమే వసూలుచేయాలనే నా సవరణను ప్రవేశపెట్టాను. నా సవరణను అంగీకరించని యెడల, చట్టానికి విరుద్ధంగా ప్రవర్తించే ఒకరు ఆ నష్టాన్ని అనుభవించేది ఇంకొకరు అవుతారు. ఇండోకటి గత సెక్షను చూచినట్లయితే, ముస్తాజరు పన్ను ఎగబెడతాడు. వసూలుచేసేది దుకాణదారు వద్దనుంచి. ఇప్పుడు ముస్తాజరు స్థానిక అధికారుల పాత్ర కలుపుకొని నెంబర్లు లేని చెట్లను గీయడం, తద్వారా తాభాలు సంపాదించడం జరుగుతుందీ, కాని ఆ డబ్బును రైతులనుంచి వసూలుచేయటానికి ఏలుగా యీక్లాజునుతయారుచేశారు. జనరల్ డిస్కంట్ జరుగుతున్న సందర్భములో ఇది చాలా అన్యాయముగా ఉన్నదని అన్నందుకు మితిగిగారు చాలా నొచ్చుకొన్నారు. వారు రచించిన యీ సెక్షను సరియైనదని చెప్పడానికి ప్రియత్నిస్తూ, అందుకు కొన్ని సాక్ష్యాలు చూపడానికి ప్రియత్నించారు. ఈ విధంగా తప్పుడుగా నెంబర్లు లేని చెట్లను గీయడం అనేది దేశంలో ఉన్నదీ. కాదని ఎవరూ అనడంలేదు. నెంబర్లు లేని చెట్లను గీయడానికి కారణం ఏమిటి? అనేది మితిగిగారు గ్రహించడానికి బదులు, ఆ విధంగా తప్పుడుగా గీయటమును దూరం చేయడానికి బదులు, కొందరు స్వార్థంతో వ్యవహరించడమువలన కానీడీ, ప్రభుత్వము అవలంబిస్తున్న ప్రజా వ్యతిరేక పాలసీ (Policy) వలన కానీడీ, ప్రభుత్వానికి ఏర్పడుతున్న నష్టమును పూడ్చడానికి, దొంగతనంగా నెంబర్లు లేని చెట్లను గీస్తున్నారని ఆ బాధ్యతను రైతాంగం మీద మోపుతున్నారు. నెంబర్లు లేని చెట్లను గీయడం జరుగుతుండటంతో, ప్రభుత్వము అవలంబిస్తున్న పాలసీవల్ల దేశానికి నష్టం వస్తోందీ. దేశంలోబాటు ఆ దేశానికి ప్రాతినిధ్యము వహించే ప్రభుత్వానికి డబ్బు నష్టము అవుతోందీ. ప్రభుత్వం తమపాలసీని సరిగా పూర్వకొనక పోతే ఆ పాలసీ నిలవదు. కొందరు సహృదయులు సరియైన పద్ధతులు, స్కీములు ఇవ్వడానికి ప్రియత్నిస్తున్నా, దాన్ని తప్పుడు నిర్వచనం ఇస్తున్నారు. వరంగల్ నుంచి “గౌడ పత్రిక” అనే పత్రిక వెలువడుతోందీ. ఆ పత్రికను వారు సరిగా అర్థముచేసుకొని చదివారో, లేదో గాని, “ఈ విధంగా తప్పుడు చెట్లను ఇదివరకూ గీసారు; ఇప్పుడూ గీస్తున్నారు; ఎప్పుడూ గీస్తున్నారు.” అని ఆ పత్రికతో ఉందని దానికి తప్పుడు నిర్వచనం చెబుతున్నారు. మితిగిగారికి పాపం, మొకటి రాజభాష ఉరుదో గనుక, వారి కోర్టు వ్యవహారములన్నీ ఉరుదులోనే ఉండటం చేత వారికి ఉరుదు బాగుగా వచ్చును. అప్పుడు ఉరుదు అవసరం గనుక లోలుగు చదువలసిన అవసరంలేదని కాబోలు, లోలుగు బాగుగా నేర్చుకోలేదు. అందువల్ల ఈ పత్రికను వారు తమతీరున కొంటారు. ఈ పత్రికలో ఏమి ఉన్నదో, చదివి వినిపిస్తాను.

“నెంబరు తేని చెట్లు పారితోమికులు గీయచున్నారని వారచులలో సూతరత్వమే మియులేదు. ఈనాటి విధానము మద్దాసురాష్ట్రము ప్రవేశపెట్టిన వారాధ్యమునుండి ఆబ్కారి డివిజన్‌లను ముంచివేయకాని బాహుటముగా నెంబరులేని చెట్లను పారితోమికుడు గీయచున్నాడు. తిండికి చాలక, చేసిన కష్టములకు ప్రతిఫలము కానరాక, ధనవంతుల పోటీలలో తమ గొనుముల ధరి పెరగులుచేత, యితర వృత్తులలో ప్రవేశములేందున నష్టము వచ్చినను విధిలేక పారితోమికుడు సర్కారు రకములకొరకై తమ పాట్లను మోడ్చుకొని దొంగ చెట్లనుగీసి సంపాదించి ప్రభుత్వమునకు, పన్నుకట్టుచున్నాడు. ఈ నష్ట చక్రము ఆబ్కారి అమాత్యులకు తెలియనిదీకాదు. ఇదే అందరెరిగిన రహస్యమే. ఇన్నివేల ప్రజలచే దొంగ చెట్లు గీయబడుచున్నవని వాటిని ప్రభుత్వము వట్టుకున్నదని చెప్పుటకన్న ఇంత భారీయెత్తున యీ దొంగతనముతోలజరుగుచున్నది. ఈ అపకీర్తికరమైన లోపములకు కారణమేమిటేయని యరయవలసియున్నది. దానికొక్కటే సమాధానము. ఏదైనన్ని తక్కువచెట్లను గీసి ఏదైనంత యెక్కువ మొత్తములను రాబట్టువలెనన్న ప్రభుత్వ విధానమే. ఈవిధానవల్లనే లంచగొండితనము అవినీతి...

(శ్రీ యస్. యచ్. శాస్త్రి (బోధన్) :— పేపరు చదవడమువల్ల టైం వేస్తు అవుతుంది.

شری ایس۔ ایل۔ شاستری۔ اگر آپ پورا اخبار پڑھینگے تو ہاؤز کا ٹائم ویسٹ ہوگا (Waste)

شری کے۔ ایل۔ زرممہا راؤ۔ اگر آپ انٹراپٹ (Interrupt) نہ کریں تو میں ختم کر دیتا تھا۔

شری ایس۔ ایل۔ شاستری۔ آپ پورا اخبار پڑھ رہے ہیں۔

شری کے۔ ایل۔ زرممہا راؤ۔ جب یہ کہا جا رہا ہے کہ اخبار کا لہجہ ہی ایسا ہے۔ یہ پیپر حکومت کو بدنام کرنا چاہتا ہے۔ اسلئے میں پڑھ کر سنا رہا ہوں۔

شری ایس۔ ایل۔ شاستری۔ لیکن پورا پیپر پڑھنے سے ہاؤز کا ٹائم ویسٹ ہوگا۔

“.. ఈ విధానంవల్లనే కల్లు సంకరీతము చేయబడి, అనారోగ్యకరమైన కల్లు, ప్రాణాపాయకరమైన కల్లు ప్రజలకు లభించుచున్నది. కాబట్టి, చెట్లపై కంట్రోలు తీసివేసి గౌరవ మంత్రిగారు సూచించిన గీసేవానికి చెట్లు అన్న మాతన స్త్రీమును ప్రవేశపెట్టుట సమంజసమని తోచుచున్నది. ఈ స్త్రీము అమల్మైనచో ౧౧-౪-౦ లకు బదులు ఏ ౩౦, ౪౦ రూపాయలతో యివ్వవలసి యుండవచ్చునన్న భయముకూడ గలదు. అందుచే చెట్లు పారకున్నచో పురుగులు తిని పాడైనచో మాల్గు జారీ రకము తలఫేమాలు యిచ్చే విధమున చెట్లధరి వాపసు చేయబడునన్న హామీ తేనందునను, పారితోమికుడు ముందంజ వేయటము లేదు.”

వాస్తవానికి ఈ పత్రిక ఏమి కోరుతున్నది? దానిని వారు ఎట్లా అర్థము చేసుకొన్నారు? ఆ పత్రికలో వ్రాసిన దాంట్లో ఎంత అవసరం వున్నది?—మన మంత్రిగారికి ఆ పత్రిక ఏమి సలహా

ఇచ్చిందీ, ఆఖరులో వున్నదీ ఆపత్రిక ఏమీసలమా యిచ్చిందీ, మంత్రిగారు ఏ విధంగా అర్థము చేసుకోవడానికి ప్రయత్నించారో చూపిస్తాను.

“ప్రభుత్వమువారు పెంటనే ఈ స్క్రీమును గురించి ప్రకటనలద్వారా ప్రజలకు తెలియ పరచుట చాల అవసరం. ఈ స్క్రీమును జయప్రదమొనరించుటకు మేము పైన పేర్కొనిన పారిశ్రామికుని శంకలను పెంటనే దూర మొనరించి, ప్రజా సంస్థల సహాయమున ఈ స్క్రీమును వరంగల్ మున్నగు తాలూకాలకు ప్రవేశ పెట్టవలయునని మేము కోరుచున్నాము. ఈ నాడు అట్లాగే హైదరాబాదు డిస్ట్రిక్టుల ఒత్తిడి మూలముననే సాఫీగా సాగుటకును కూల పడుచున్నది. కావున పారిశ్రామికకులకు చక్కగా తెలిపి వారి కష్టములను దూరమొనరించుటకీ స్క్రీమున్నదన్న నమ్మకము కలుగజేసినచోగాని ఈ స్క్రీము విజయవంతముకాదు—”

అని పత్రికలో ఉన్నది. “హివాళ్ళంతా తప్పడుగా చెట్లు గీసారు; రేపూ గీస్తారు; వారు అదే విధంగా తప్పడుగా నెంబర్లులేని చెట్లను గీస్తే మరి, ఎటువంటి కానూను తీసుకురావాలి?, ఇటువంటి కానూను తీసుకురాకపోతే ఎటువంటి కానూను తేవాలయ్యా?” అని మంత్రిగారుంటున్నారు. నేను ఆ పత్రిక పడిటరుగారిని ఇల్లా రాశామేమిటయ్యా, అని అంటే వాళ్ళు అట్లా అర్థము చేసుకున్నారని అన్నారు. వారు అర్థము చేసుకోవడంలో ఉన్నదని అన్నారు. ఇప్పుడు నేను ముఖ్యముగా చెప్పిదేమంటే,—మీరు ఈ ప్రజాప్యతిరేకమైన నెక్స్టు తెచ్చి, దానిని సమర్థింపడానికి ప్రజలను తప్పడుగా అర్థము చేసుకొని, తమకు అనుకూలంగా వాదించడానికి ప్రయత్నిస్తూ, ఈ ప్రజాప్యతిరేకమైన బిల్లును తయారుచేసేదానికన్నా, రైతాంగం ఇప్పటికీ, మోయవలసిన బరువు ఎంతో వుందీ, అని ఆలోచించి ఇంకా వారిపైన బరువు మోపకుండా, ఆ రైతాంగానికి యీ భాగ్యత బరువులేకుండా చేయాలని కోరుతున్నాను. ఎవరైతే కంట్రాక్టర్లు మామూలు తీసుకొని తాళ పడుతారో వారినుంచే వసూలు చేయాలని కోరుతున్నాను. కాబట్టి నా సవరణ ఏదైతే వున్నదో, ఆ సవరణను తప్పకుండా అంగీకరించాలని కోరుతున్నాను. వారు పత్రికను చదివి, అర్థము చేసుకోవడంలో పొరపాటు పడ్డారు. ఆ పత్రికమీద కోపంతో ఇదీ తెచ్చారు కావున వారు కోపం తగ్గించుకొని యీ సవరణను అంగీకరించమని ప్రార్థిస్తున్నాను.

ఇక, రామారావుగారు ప్రవేశపెట్టిన సవరణకూడా చాలా ముఖ్యమైనదేగనుక దానినిగూడా అంగీకరించమని కోరుతున్నాను. భూ కామందుయొక్క స్థలంలోఉన్న చెట్లుమీద వచ్చేతాళంలో ఎక్కువభాగం ప్రభుత్వం తీసుకొంటుందీ. కొద్ది భాగము మాత్రమే భూభామందుకు ఇస్తుందీ. దానికి వారు మనిఆర్డరు చేస్తాము, అదీచేస్తాము, ఇదీచేస్తాము అని అంటున్నారు. అట్లాగాక ఆ భూభామందుకిచ్చే కొద్దిపాటి మొత్తమును, తాను కట్టవలసిన మాల్ గుజారీనుండి మినహాయించుకోవాలని, ఆ భూమి కొలుదారు స్వాధీనంలో ఉంటే, తాను కట్టవలసిన కొలునుంచి తగ్గించుకోవాలని ఉన్న సవరణను అంగీకరించాలని కోరుతున్నాను. కాబట్టి భూకామందుకు రాలసిన మొత్తాన్ని మాల్ గుజారీ నుంచి మినహాయించుకొనేటట్లుగా యీ సవరణను కూడా అంగీకరించమని కోరుతూ, యీ సవరణను బలపరుస్తున్నాను.

شری عبدالرحمن - شائد سindhی اور شراب کو مستحکم کرنے کا قانون ہے۔
ہم سے آنریبل ممبرس ہاؤس سے باہر گئے ہیں۔ نصاب پورا نہیں ہے۔ - جناب غور فرمائیے۔

श्री. रामराव आवरगांवकर (गेवराई) :- अध्यक्ष महाराज, कलम १४ मधील १३-व अणुकलम २ ला जो आवकारी कायदा आलेला आहे त्याला मी माझी दुस्तुती सूचना आणली आहे. माननीय मंत्री नेहमी सांगतात की, जमाना बदललेला आहे, पण मला वाटते की त्यांचे विचार बदललेले नाहीत. हे कलम वाचल्यानंतर मला असे दिसते.

या कायद्याच्या कलम १४ मध्ये १४ अणुकलम २ या प्रमाणे आहे. शिंदी काढल त्याझाडाविषयी मालकाने देय असलेले शुल्क सरकारी खजान्यात जमा करण्यांत येतील, आणि मालकास अथवा अधिकृत असलेल्या कोणत्याही जिसमास निर्देशित पद्धतीने आणि सरकारने ठरविल्याप्रमाणे देण्यांत येतील. यावरून असे दिसले की त्यांचे शेतीविषयी कसे काय विचार आहेत. ही जी रक्कम आहे ती झाडासंबंधीची आहे, ती फार थोडी असते. म्हणून ती अगोदर खजान्यात जमा करून नंतर शेतकऱ्यांना देण्याच्या सर्व भानगडीची आवश्यकता नाही. परंतु माननीय मंत्र्यांची ट्री फॉर टॅपर (Tree for tapper) ही स्कीम जशी पाप्यूलर (Popular) झाली तशीच ते ही पैमे देण्याची स्कीम (Scheme) सुद्धा पाप्यूलर करूंचिच्छितात की काय ?

मला असे सांगावयाचे आहे की, आज जी सरकारची मशिनरी आहे ती पूर्वीचीच आहे. ते शेतकऱ्यांच्या फायद्यांची कोणतीही गोष्ट करण्यास हातभार लावतील असे मला वाटत नाही. म्हणून माझे असे म्हणणे आहे की, शेतकऱ्यांना झाडासंबंधी जी रक्कम दिली जाते ती मालगुजारी द्यावयाच्या वेळेस काढून घ्यावी, आणि त्याचप्रमाणे त्या जमीनीवर असणारे कूळ किंवा संरक्षित कूळ यांना मुनाफा द्यावा. माननीय मंत्र्यांनी या गोष्टीवर विचार करावा. माझ्या सूचनेला ते उत्तर देतील की आम्ही शेतकऱ्यांची रक्कम पोष्टने खता करूंचि, पण मला वाटते की वेवढा त्रास त्यांनीं घेवूंचि नये. ज्यावेळीं मालगुजारी वसूल होते त्याच वेळेस झाडाच्या पाठीमागे जी कांहीं रक्कम येते ती तेथल्या तेथे मालगुजारीतून वजा करून देण्यात यावी. बाजने अधिकारी लाचखावूंचि आहेत हे आपल्याला माहितच आहे; आणि आवकारीच्या झाडामध्ये मिळणारी रक्कम फार कमी असते. तेवढ्या करिता कारकुनांच्या दाढ्या खाजबता खाजबता आणि त्यांच्या दारावर खेदे घालता घालता शेतकऱ्यांनीं खेजार कां रहावे ? शिवाय तिकीटाकरिता आणि दारुखास्ती करिता लागणारा खर्चही फार येतो. म्हणून मी असे सुचवतो की ही रक्कम मालगुजारी वसूलीच्या वेळींच द्यावी असे केले तर फार चांगले होतील.

माननीय मंत्र्यांच्या निरनिराळ्या स्कीमसु असतात. त्या पैकीं पैसे पोष्टान पाठविण्याची ही अेक स्कीम आहे की काय हे कळत नाही. कदाचित ते पाखरांच्यापायाळ्या पैसे बांधून पाठविण्याचीही स्कीम काढतील. माझी माननीय मंत्र्यांना विनंति आहे की त्यांनी मी सुचविलेल्या दुस्तुती सूचनेवर विचार करावा व ती मंजूर करावी.

मला त्यांना सांगावयाचे आहे की, जमाना बदललेला आहे असे ते म्हणतात त्या प्रमाणे त्यांनीही बदलावे, व शेतकऱ्यांच्या बाबतींत स्वतःचे धोरण बदलावे, अशी मी त्यांना विनंति करून आपले माषण पुरे करतो.

శ్రీ యం. బచ్చయ్య :

అధ్యక్షమహాశయా,

ఈ సవరణ ఏదైతే గరవ క్లాజుకు లేబడిందో, ఆ క్లాజులో ఏమున్నదంటే, కంట్రాక్టర్లు ఎవరైతే మామూలు తీసుకుంటారో వారినుంచి కాకుండా, గీచేవాడు, మరియు పట్టాదారు లేక కొలుదారైనా సరే బీతాసెంబరు చెట్లు గీసేటట్లుంటే వాళ్ళనుంచి వస్తు వసూలు చేయాలని వున్నది. ఈ క్లాజును సమర్థించుకొనుటకు ఆబ్కారీ మంత్రిగారు ఏమీ చెప్పారంటే బీతాసెంబరు చెట్లు గీయటం దీని దీనిపెరిగి పోతున్నదని, దానిని తగ్గించుటకు ఎన్నోవిధాలు ప్రయత్నించి చివరకు ఈ విధముగా తగ్గించడానికి ప్రయత్నిస్తున్నామని సమర్థించుకొన్నారు. ఇంకా ఈ క్లాజును సమర్థించుకుంటూ వారు చెప్పిన దేమంటే పట్టాదారుకు చెట్టు గికి. ౧-౧౮-౦ దారుకుతుంది కాబట్టి ఈ మాత్రమైనా నిగరానీ చేయుట అవసరమని, దానికి వాళ్ళను జవాబుదారీ చేస్తున్నామంటున్నారు. రు. ౧-౧౮-౦ లు ఇవ్వబడుతున్న పట్టాదారునుగాని, కొలుదారునుగాని, దీనికి జవాబుదారీ వహించేటట్లు చేస్తున్నామని మంత్రిగారు చెబుతున్నారే!—మరి ఆబ్కారీ డిపార్టుమెంటులో ఎంతో మంది మోర్టీలు, నాజీలు, నాయబునాజీములు, ఇన్స్పెక్టర్లు, సబ్ ఇన్స్పెక్టర్లు వుంటే వారి హోల్స్, వాళ్ళను బీతా సెంబర్లు గీయకుండా ఎందుకు ఇంతజాము కొరకు వుంచరు? వాళ్ళను ఎందుకు బాధ్యులుగా చేయరు? వాళ్ళంతా కూడా దొంగలతో కలిసి జేబులు నింపుకుంటున్నప్పుడు వారికి కింఛిత్ మాత్రముకూడా ఏ విధమైన శిక్ష ఈ కౌనుసులో ఎక్కడా కనపడదు. కాని పట్టాదారు రు. ౧-౧౮-౦ తీసుకుంటాడు కాబట్టి, వాని నుంచి వసూలు చేయడానికి కౌనుసులో గుంజాయిమ్ పెడుతున్నారు. ఇది ఎంతవరకు సక్రమము, న్యాయము అయివున్నది? బీతాసెంబర్ చెట్లు గీయడానికి అవకాశం కలిగించిన ఇన్స్పెక్టరు, సబ్ ఇన్స్పెక్టరు, మోల్ మీమ్—ఏళ్ళందరకూ కంట్రాక్టరు నుంచి ఇంతో అంతో డబ్బు దారుకుతుంది. మేడలు, మిద్దెలు కట్టుకొని మజా సుకునే వారికి మాత్రం, ఈ కౌనుసు, కింఛిత్ మాత్రం కూడా జవాబుదారీ చేయదు. కాని రు. ౧-౧౮-౦ లు వుచ్చుకుంటున్న పట్టాదారుని జవాబుదారీచేయాలని ఈ కౌనుసు సవరించబడుతోంది. అసలు బీతాసెంబరు చెట్లు గీయడానికి ఆబ్కారీ డిపార్టుమెంటులో వనిచేసే లంచగొండి ఆఫీసర్లు నియ్యకమీద ఆధారపడి వున్నది. మంత్రిగారికి ఈ అసమర్థతను తొలగించడం చేతగాదు. ఎవరైతే బీతాసెంబర్లు చెట్లు గీయడానికి అవకాశం కలుగజేస్తున్నారో వాళ్ళమీద ప్రజలు, పబ్లిక్ సెన్సెట్లు ఏదైనా శికాయత్ పేషిచేస్తే దానిమీద కింఛిత్ మాత్రం యాక్ష్ క్ తీసుకొనుటకు ప్రయత్నించరు. వారి అసమర్థతను సమర్థించు కొనుటకు గాను, ఇంకా విధంగా చేయడానికి చేతగాక, పట్టాదారుకు తాళం వస్తోందని ఆ పట్టాదారు నెత్తిన రుద్దడానికి ఈ సవరణ లేచారు. ఆబ్కారీ డిపార్టుమెంటులో అసమర్థులు పని చేస్తున్నప్పుడు ఎందుకు వాళ్ళను తీసివేయకూడదు? దీనికి ఏమిటి కారణము? ఉదాహరణకు ఒక విషయం చెబుతాను. పోయిన సంవత్సరం, సబ్ ఇన్స్పెక్టరు ప్రొవెరెడ్జీ, వరంగల్ జిల్లాలో ఇరవై పూళ్ళలో ౨౦ వేల రూపాయలు బీతాసెంబరు గీచేందుకు లంచం తీసుకున్నారు. ఈ విషయం అక్కడ గవర్నమెంట్ అంతా కలిసి, నాజీం, నాయబ్ నాజీం మరియు మిస్టర్ గారితో కూడా దరఖాస్తు పెట్టుకొన్నారు. వంచనామాచేసి బీతాసెంబరు చెట్లు గీచినందుకు

డబ్బు ఇన్వెస్టుకు ఇస్తే దానిని ఆయన స్వంతానికి ప్రయోగించుకున్నాడు. మళ్ళీ వచ్చి మంచనాగా చేసుకొని బిఠాసెంబరు గీచారు కాబట్టి జరిమానాలు పేయగా, ఆ యిరపై పూర్తి ప్రజలు నాయక్ నాజీం గారికి శిశుమిత్రే పెట్టుకున్నారు. సేనుకూడా మంత్రిగారికి రిప్రజెంటే చేశాను. ఒకటిన్నర సంవత్సరములు అయినది. ఇంతవరకు ప్రతాపరెడ్డిగారిని తొలగించడానికి యాక్షన్ (Action) తీసుకున్నట్లు కనబడదు. కాని వారిని ఇన్వెస్టుకుగా మాత్రం చేయలేదు! ఇదిమాత్రం మెచ్చుకోదగిన విషయం. (నవ్వు)

ప్రతి సభ్యుని ఇన్వెస్టుకు హక్కులోను ఎన్ని బిఠాసెంబరు చెట్లు గీయబడితే అంత కఠిన శ్రమ విధిస్తామని ప్రభుత్వంవారు కానూను తీసుకువస్తే దానికి అప్పజిషన్ పార్టీవారుకూడ బప్పుకొనేవారే. ఆ విధంగా చేయక, అమాయకులైన రైతులను దీనికి జవాబుదారీ చేస్తున్నారు. ఇది ఏమీ న్యాయమని అడుగుతున్నాను. ఈ మంత్రిగారికి కంట్రాక్టర్లంటే దయాదాక్షిణ్యతెందుకు? కంట్రాక్టర్లంటే ప్రత్యేకమైన ప్రేమ, అభిమానం వారికి ఎందుకు కలుగుతోందో, శోచనీయమైన విషయం. అసలు కంట్రాక్టర్లంతా ఎంతమంది ఉన్నారు? పూర్తి మైదరాబాదు స్టేటులో కొన్ని వందలమంది మాత్రమే ఉండ వచ్చును. వాళ్ళను రక్షించడానికి గాను ఇటువంటి కానూనుతెచ్చి కల్లుగీచేపాడిమీద, అమాయక రైతులమీద, పట్టదార్లమీద బాధ్యత ఎందుకు పేయాలి? ఆగ్నోరి చీఫ్ ఇన్వెస్టర్లుకు, ౫౦. ౬౦ డొలర్లుంటే, అతని హక్కులో ఎన్ని బిఠాసెంబరు చెట్లుగీస్తే అందుకు పైసలు అతని నుంచి వసూలు చేస్తాము—లేకపోతే జైలుకు పంపిస్తాము అని ఎందుకు కానూను తీసుకు రావాలి? ప్రతాపరెడ్డిగారి కేసు సుబూత్ అయితే ఇది సంవత్సరముల కఠిన శ్రమ ఎందుకు విధించకూడదు? అలా చేస్తే ఇతర ఇన్వెస్టర్లు, మోతీషింబలు అటువంటి పనులు చేయడానికి ధైర్యం వుండదు. అలాకా కుండా వాళ్ళుచేసే తప్పిదాలకు బాధ్యత, పట్టదార్లు, కౌలుదార్లు, గీచేవాళ్ళమీద ఎందుకు పేయాలి? ఇది అనుమానముగా నున్నది. కాబట్టి ఇప్పుడు తేచ్చిన సవరణలు ప్రభుత్వము వారు బప్పుకుంటారని ఆశిస్తూ, ఇంతటితో విరమిస్తున్నామ.

శ్రీ కట్టా రామిరెడ్డి :—(నల్లగొండ జనరల్)

స్పీకరుగారూ,

ఇప్పుడు గరవ క్లాజులో రెండు అమెండుమెంట్లు తీసుక రాబడ్డాయి. అయితే ఈ బిల్లు విషయమై విచారమేమిటంటే త్రైజరి బెంచెస్, మినిస్టరు, (Consult) చేయలేదు. దీని విషయమై అనుభవం లేకుండా మాట్లాడుతున్నారు, అని స్పష్టంగా చెప్పవచ్చును.

గరవ క్లాజులోని సవరణ ఏమిటంటే ఏపైలే చెట్లు గీయబడుతాయో వాటికి షిక్కిదార్లనుంచి గాసి, కబ్జాదార్లనుంచిగాని పన్ను వసూలు చేయాలని, అసలు ఇదిఅంతా.....

شری مادیورائو کھونسکر - دن کے دو بجے سے رات کے ۸ بجے تک ہم یہاں بیٹھے ہیں تو ہمیں کچھ نہ کچھ سمجھنے کا موقع ملنا چاہیے۔ اسلئے تقریر ہندی میں یا ہاؤز کی زبان میں ہوتو مناسب ہے۔

شری کٹھ رام ریڈی - اس میں شک نہیں کہ میں اردو میں بھی تقریر کر سکتا ہوں لیکن میں آج تلگو ہی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں تا کہ آنریبل منسٹر کو دیہاتی زبان بھی معلوم ہو -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - کیا منسٹر صاحب اردو نہیں جانتے ؟

شریمتی شاہجہاں بیگم - منسٹر صاحب بہت اچھی اردو جانتے ہیں -

శ్రీ కే. రామారెడ్డి:—అయితే నేను మనమి చేసేది ఏముంటే, ముహూర్తము కు కలెగ్గి నే నేంకాదు వున్నది, తేవే వాళ్ళ ఆజ్ఞ పాండినవారికి ఉన్నది.

شری جگنناث راؤ چندر کی - میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ہاؤز میں مختلف زبانیں جاننے والے ممبرس ہیں تو کیا دوسرے آنریبل ممبرس بھی اپنی اپنی زبانوں میں تقریر کر سکتے ہیں جسے ہاؤز نہ سمجھے - یہ کوئی اچھی چیز نہوگی - اسلئے میری یہ پراپتہنا ہے کہ جو لوگ اردو بول سکتے ہیں انہیں اس میں تقریر کرنا چاہئے -

శ్రీ కే. రామారెడ్డి:—అవును, సరే, అవును.....

شری کے۔وی۔ رنگا ریڈی - میں آنریبل ممبر کو یہ یقین دلانا ہوں کہ آنریبل کے مقابلہ میں زیادہ بہتر اردو جانتا ہوں -

شری کے۔وینکٹ رام راؤ - آپ بہترین تلگو بھی جانتے ہیں -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - اردو ہی میں بولیں تو زیادہ مناسب ہے -

شری کٹھ رام ریڈی - مسٹر اسپیکر سر - تقریر تلگو میں شروع کیا ہوں اسلئے اس میں ختم کرتا ہوں -

شری مادھو راؤ گھونسیکر (اودگیر - عام) - یہ اسٹینٹ ہے - اگر اسپر آنریبل ممبر ایسی زبان میں تقریر کریں جسے ہم سمجھ سکیں تو ہمارا ووٹ بھی حاصل کر سکیں گے -

شری ایم - پچیا - ہمیں معلوم ہے کہ آپ ووٹ نہیں دینگے -

شری کے۔وینکٹ رنگا ریڈی - آپ سمجھاؤ دینا چاہتے ہیں تو میں اس کی اجازت دیتا ہوں کہ آپ اردو میں بولیں تو میں بہتر طریقہ سے سمجھوں گا -

شری کٹھ رام ریڈی - آنریبل ممبرس کو یاد ہوگا کہ گزشتہ سال ہی قانون آبکاری میں ترمیم ہوئی تھی کہ جب کسی علاقہ میں درخت تراشے جاتے ہیں تو اس کی اطلاع پٹہ دار کو دینا لازم ہے - ایسا ہونے کے باوجود اب یہ ورڈنگ لائی جا رہی ہے جس کی وجہ سے ہر ایک کو قانون کی زد میں لاکر بھانٹا جاسکتا ہے - جہاں حکومت کو یہ خیال ہو کہ عوام ہمارے ساتھ تعاون نہیں کر رہے ہیں - عوام ہمارے نہیں ہیں - عوام ہمارے

دشمن ہیں وہ ہمارا قانون نہیں سمجھ سکتے اور کسی نہ کسی طرح انہیں قانونی شکنجے میں لا کر حکومت کرنا ہے تو یہ بینک گورنمنٹ کو زیب نہیں دیتا۔ مہذب ممالک میں کسی کو پینالائز (Penalise) نہیں کیا جاتا۔ اگر اس طرح سزا دینا ہی مقصود ہو تو منسٹر صاحب کو بجائے اسکے کہ وہ عوام کی فلاح بیسود کام کریں یہ سوچتے بیٹھنا بڑی بات کہ میں کس دفعہ کے تحت کیونسی سزا دے سکتا ہوں۔ اگر حکومت کی یہ پالیسی ہو تو وہ ناموزوں ہی نہیں بلکہ ناعاقبت اندیشانہ پالیسی ہوگی۔ کیونکہ ان عوام کے قیمتی ووٹوں پر جب ہم یہاں آئے ہیں تو انکو اپنا دشمن سمجھنا ایک بہت بڑی چیز ہے۔ حکومت ان کو ایک رویہ چودہ آنے یا دو رویہ چار آنے کے رہی ہے تو وہ کافی ذمہ دار ہیں چونکہ ایک صاحب اپنا درخت اس طرح ترشوائینگے اس خیال کے تحت اپنے شبہات کو تمام لوگوں کے سر نہیں تھوپا جاسکتا۔ اسنے دفعہ ۱۰ میں یہ امینڈمنٹ نہ لانا چاہئے تھا۔ اسکے معنی یہ ہونگے کہ جو لوگ معصوم ہیں۔ جو لوگ نادان ہیں اور بڑے بڑے آفیسروں کے پاس سفارشی درخواست لیکر نہیں جاسکتے اور جو عقلمندی کے ساتھ۔ چالاک سے اپنا کام نہیں چلائے انکو بیانسے اور چالاک سے کام چلانے والوں کو یہ بچانے کی کوشش ہوگی۔ اسنے میں آنریبل منسٹر سے یہ اپیل کروں کہ دفعہ ۴ کی روشنی میں اس امینڈمنٹ پر سنجیدگی سے غور فرمائیں۔ یہ نہ خیال کیا جانا چاہئے کہ یہ کس بنچس سے آیا ہے اور منسٹر صاحب کی مرضی کس طرف ہے۔ رائے دینا ہمارا کانستٹیوشنل رائٹ ہے۔ جب اس سے ڈسپلن (Discipline) میں کوئی فرق نہیں پڑتا تو ہمیں صحیح رائے کا استعمال کرنا چاہئے۔

دوسرے امینڈمنٹ کے سلسلہ میں ہمیں یہ غور کرنا چاہئے کہ ہم پروسچیکو جہاں تک کہ ہوسکے کم کریں۔ منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ منی آرڈر کے ذریعہ گھر پر رقم آسکتی ہے تو میں یہ کہہونگا کہ پٹیل پٹواری کے دفتر میں عمل مجرائی کیا جاسکتا ہے۔ ممکن ہے کہ ہاؤز کے اس جانب سے بھی اسپر بچٹ کیجائے لیکن میں یہ کہہونگا کہ یہ دونوں امینڈمنٹس ایسے ہیں جنہیں آنریبل منسٹر صاحب قبول فرمائیں ورنہ آپکے عہدہ داروں، انسپکٹروں اور گرداوروں کی آمدنی میں اضافہ ہوتا رہیگا اور وہ امیر پیٹھ اور بنجارہ ہل پر پنگلے بناتے رہینگے ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

*شری کے۔ انت رام راؤ۔ آنریبل ممبر شری کے۔ یل۔ لکشمی نرسما راؤ نے جو ترمیم پیش کی ہے وہ بہت ہی معقول اور لائق قبول ہے۔ میں معزز ایوان کے ملاحظہ میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اس کا اثر ان لوگوں پر پڑتا ہے جن کا جرم سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے یہاں اس طرح رکھا گیا ہے کہ

When sendhi yielding Abkari trees are tapped without licence, the tax due shall be recoverable where practicable....
جہاں تک ممکن ہو ایسے شخص سے وصول کیا جائیگا جو حکومت سے قول پر لیتا

ہے مستاجر چونکہ خود کی ہی اراضیات مکفول نہیں کرتا بلکہ وہ ضانت بھی پیش کرتا ہے اور ضامن بھی جائداد رکھتا ہے اسلئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس سے وصول ہی نہیں ہو سکتا - کیونکہ اتنی جائداد مکفول ہونے کے بعد یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جو تعہد کی رقم ہوتی ہے وہ وصول نہیں کی جاسکتی - لیکن یہاں ایسا کیوں ہے کہ ”آم کھائے“ آتما رام - لات کھائے سکھا رام،، سزا اس شخص کو بھیگتی چاہئے جو جرم سے تعلق رکھتا ہو ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ -

Every officer employed under the Government other than an Abkari Officer, shall be bound to give immediate information to an Abkari Officer.

اسکا مطلب یہ ہے کہ آبکاری کے عہدہ دار کے علاوہ آپ ہر ملازم سرکار پر بھی اس کی ذمہ داری عائد کر رہے ہیں کہ وہ آبکاری کی بھی ذمہ داری لے - موجودہ دفعہ میں یہ بھی درج ہے کہ اراضیات کا مالک ہو تو اس سے بھی وصول کیا جائیگا - اگر مالک دور رہتا ہو اور قابض نہ ہو تو اس پر بار ثبوت ڈالا جائیگا کہ وہ لاعلم تھا - یہ قانوناً درست نہیں ہو سکتا کہ جو جرم میں شریک نہ ہو جسکا جرم سے تعلق نہ ہو اس پر ذمہ داری ڈالی جائے اسلئے میں معزز ایوان سے درخواست کرونگا کہ پیش شدہ ترمیم اپنی جگہ معقول ہے اور لائق منظوری ہے -

శ్రీ కె. వెంకటరామారావు :

స్వీకరుగారు,

ప్రతిచారి అనెంతి జరిగినప్పుడల్లా ఆహ్కారియొక్క అమెండుమెంటులతో రాని సెషన్ లేదు. ప్రతి సెషన్లోనూ అమెండుమెంట్లతోబాటు మంత్రిగారుకూడా ప్రత్యక్షమౌతారు. కాని ప్రభుత్వ ఖజానాలో వేలకు వేలు గువ్వరించేవారని గురించి, చెనుటట్టి కష్టించి పనిచేసేవారని గురించి కించితైనాకూడా సానుభూతితో ఆలోచిస్తున్నారా అంటే చిన్నమెట్టుకూడా వాళ్ళను గురించి ఆలోచించుటలేదని స్పష్టమౌతోంది. ఎవ్వడు చూసినా, కాటిటలిస్టులు, పెనానాపలిస్టులు, పెద్ద పెద్ద భూస్వాములకు తాదా కలిగించే కానుకల్ని తీసుకువస్తున్నారు. కత్తులకు, రైతులకు తాదాకల్గించే ఫౌనాన్ హక్కు తీసుకురాడంతేదు. ఈ ఆహ్కారి ఫౌనానులో ౧౩. ఎ. బి. లు కేవలం కత్తులపై, రైతులపై కత్తులు నూడడానికి తయారవుతున్నాయి. దీని విషయమై ఎక్కువగా చెప్పడంలేదని అనుకుంటేదు. కడుపుతో లేచి కాలించుకున్నారాదు. ప్రభుత్వంవారి దయా వాణిజ్యాల పెద్దపెద్ద మొనాపలిస్టులపై భూస్వాముల పై దున్నాయి. చిన్న చిన్న కత్తులపై, రైతులపై లేదు. కాటెట్ల చిన్న చిన్న రైతులపై దయ చూపించాలని కోరుతున్నాము. విద్యుదాదు కడగని చంద్రుడు, రేడియోదాదు తనవలెతానే కనపడతాడు. ఆ ప్రకారం ఈ కానుకలో అడలైన సెషన్లైన భావాలతో ఆహ్కారిమంత్రి గారు ప్రత్యక్షమౌతున్నారు.

౧౩వ సెక్షన్ ఎ. లోపల ఏ వట్టాదారు చేయలే చెప్పి గీయబడుతున్నదో, ఆ వట్టాదారు సొంతగానీ, కొలుదొంగసంగిని చెల్లువన్న వసూలు చేయాలని వున్నది. నయమే! దానికి

అక్ష పురుషులు! ఎందుచేత నుంటే ఆ ప్రక్కన ఉన్న భూమి వారిమీద కూడా వసూలు చేస్తామని చెప్పలేదు!

Laughter

శ్రీ బేగంత్ రాؤుగేబిర్ రాؤుగర్జు (عنبر) - ہوائیٹ آف آرڈر۔ کیا آنریبل ممبر نے آج یہ ارادہ کر لیا ہے کہ تنگو نہ جاننے والے اراکین کو تنگو سننے پر مجبور کیا جائے آنریبل ممبر ایک وکیل ہیں اردو اچھی طرح جانتے ہیں لیکن ضد سے تنگو میں تقریر کر رہے ہیں کیا انکا منشا یہ ہے کہ انکی تقریر ہاری سمجھ میں نہ آئے۔ میں پرارتھنا کرتا ہوں کہ وہ اسطرح تقریر نہ کریں۔ اور ہمیں بھی اپنے خیالات سے استفادہ حاصل کرنے کا موقع دیں۔

شری ایم۔ بیچا۔ یہ ڈس انٹیگریشن کا پہلا اقدام ہے۔

శ్రీ కె. వి. రామారావు : జవ్ లేదు. కావలిస్తే తర్జుమా చేస్తాను. దీనితో వస్తుంది ఏమంటే హక్కు మాలికావాసేలు రు. ౧-౧౪-౦ లు, ఎక్కువతో ఎక్కువ రు. ౨-౪-౦ లు ఇస్తారు. ఈ మాత్రము ప్రస్తుతానికి రు. ౨-౪-౦ లు ఇంకాకర్తే దగ్గర తాలిచెట్టుకు రు. ౯-౦-౦ లు వసూలు చేయడానికి సిద్ధముడు ఉన్నాడు.

శ్రీ مریدھر کامتی کر - پہلے یہ کنونشن ڈانے کی کوشش کی گئی ہے کہ جو ہندی اور دوسری زبان جانتے ہوں وہ ہندی میں بولیں۔ لیکن تنگو میں تقریر کی جا رہی ہے۔ اگر وہ ہندی میں کہیں تو کوئی اثر انکے بھاشن پر نہ پڑیگا۔

శ్రీ కె. వి. రామారావు :

అయితే (వచ్చి) ఈ ౧-౧౪-౦, లు ఇచ్చి ౨-౪-౦ ఇచ్చి వాటిస్తే రు. ౯-౦-౦ లు వసూలు చేయడానికి ప్రయత్నిస్తున్నారు. ఇది తనసాము స్వామివారు, మండి మంగళవారు అన్నట్లున్నది. అంతకన్న ఎక్కువ ఏమిలేదు.

శ్రీ رام گوپال (کنڑ) - اسپیکر سر۔ بار بار وتی کرنے کے باوجود پھر بھی ایسی زبان میں بولنے کی کوشش کی جا رہی ہے جس سے ہم لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ میں پھر وتی کرونگا کہ آپ کے بھاشن کا صحیح سنس سمجھنے کیلئے آپ ہندی میں تقریر کریں۔

శ్రీ కె. వి. రామారావు : అయితే.....

Laughter

ہمیں معلوم ہے کہ آپ ”نو“ ہی بولینگے۔

శ్రీ مریدھر کامتی کر - اگر آپ ہمارے ووٹ لینا چاہتے ہیں تو ایسی زبان میں تقریر کیجئے جسے ہم سمجھیں

శ్రీ కె. వి. రామారావు : అయితే ఈ ౧౩వ సెక్షన్ ఏ. తో.....

شری جگناتھ راؤ چندر کی - معلوم ہوتا ہے انہیں ممبر یہ سمجھتے ہیں کہ اگر وہ تلگو میں تقریر کریں تو ہم لوگ چلے جائیں گے - اور انکا امینٹ پاس ہو جائیگا -
شری کے - وی - رام راؤ - آپ لوگ چلے جائیں تو کورم نہیں رہیگا -
شری ہیرو ے مٹھ - آریبل ممبر جنہوں نے اعتراض کیا وہ تلگو اچھی طرح جانتے ہیں -

شریمتی شاہجہاں بیگم - معلوم ہوتا ہے ترجمہ کیلئے آدھ گھنٹہ اور لینا چاہتے ہیں -

శ్రీ కె. పి. రామారావు :

అయితే (వస్తు, ఇదే ఎట్లా వస్తుడంటే మరంగంటివారిమండ్ర ఎక్కడపడితే అక్కడ బజారుదారికితే బజారు, వీపుదారికితే వీపు ఈ కానూసులో ఎనుంచి, నెత్తును రక వరకు ఆ విధంగానే ఉంది. బజారులో కనబడితే బజారులో, ఎక్కడ ఎవరు కనబడితే వారినుంచి, ఆబ్కారి మండ్రుగారు కనబడినా సరే వసూలు చేయాలి. ఇదంతా చూస్తే మరంగంటి వారి వ్యవహారంతా వుంది. బంజంతప్పేనా వీపు తప్పదు. ఎక్కడ పైసలు దొరకడానికి వీలుంటే అక్కడ పైసలు వసూలు చేయడానికి సిద్ధం.

మాల్ గుజారీ ఉమర్ గుజారీ, ఆబ్కారి పై అంధరీ నగర్

شری جگناتھ راؤ چندر کی - اسوقت بل کی سیکنڈ ریڈنگ غورہی ہے یا ٹوالی آبکاری بل یا آبکاری منسٹر پر ریویو غورہا ہے -

శ్రీ కె. పి. రామారావు :

ఈ సెక్షన్ గరి ఏ. బి. నుంచి ఇంకా అంధరీ అవుతుంది. ఇప్పుడు తేబడిన అమెండు మెండ్సు దృష్టిలో పెట్టుకొని రైతుల షేషాన్ని కోరి, సవరణలు అంగీకరించాలని ప్రార్థిస్తున్నాను.

ఇంకా క విషయం ఏమంటే; ప్రభుత్వం ఇచ్చేది రు. ౧-౧౪-౦ తేకపోతే రు. ౨-౪-౦ అగాసి, ఏ మూలో వున్న రైతు వచ్చే తీసుకు పోలేడు. తాలూకాఫీసుకు పోతే తాశిర్దారుండడు. తాశిర్దారుంటే సేదీదారుండడు. ఇద్దరూ వుంటే రైతుకు రావడానివీలుండదు. అంతా వుండగా రైతు వచ్చినవాడు గైర్ హామూలితాలీత్ అవుతుంది. కాళ్ళు చెప్పలు అంగీకటట్లు ఈ రు. ౧-౧౪-౦ కోసము పది వన్నెండు సార్లు తిరిగినవారున్నారు. ఈ పీడంతా ఎవడు పడతారని దణ్ణంపెట్టి పెళ్ళిపోయినవారున్నారు. ఈ హక్కేమాలికానా వలన తనకేమీ తాభంతేదు. తేఖ, జను, దానికోసం పై రవీ చేయాలి. ఈ విధంగా రైతులను ఎందుకు చంపుతారు? శుభ్రంగా వంటలు, వట్వారీలుంటే, వాళ్ళు రకం కట్టవలసివుంటే ఏమీ చేస్తారు? తమ ఇన్నెలు ముజరా చేసుకుంటారు. మీ వర్గ బంధువులు వంటలు వట్వారీలకు ఏ హక్కులు ఇస్తున్నారో, కనీసం రైతులకు కూడా ఇవ్వమని చెబుతున్నాను. అంతగాని పావుశేరు కూడకు—అర్థశేరు మసాతా భగ్యులతే ఎవరు రారు. ఏ రైతు తీసుకోడు. ఈ గరి వ సెక్షన్ ఏ. బి. లలో—ఇప్పుడు తెచ్చిన అమెండు మెండ్సు చాలా సహాయకమైనవని, సక్రమమైనవని, న్యాయమైనవని మళ్ళీ ఒకసారి చెబుతున్నాను. కాటట్టి వ్యవహారం చేపట్టినందుకు శంఖం ఊదినట్లు చేయకుండా ఈ సవరణలను అంగీకరించమని కోరుతున్నాను.

* شری جگناتھ راؤ چندر کی - بھی ایک آنریبل ممبر نے اس جانب سے کھڑے ہو کر کہا کہ اس ہاؤز کا ایک بھی سینئر ایس نہیں گزر کہ جسمیں آبکاری کے قوانین پر امنڈمنٹس نہ آئے ہوں۔ بہت خوشی کی بات ہے۔ ہم نے اپنی حد تک یہ ضلع کیا ہے کہ جتنے بھی ترمیمات عوام کی بھلائی کیلئے اور قوانین کی بہتری کیلئے آئیں انکو قبول کیا جائے اور یہ چیز آنریبل منسٹر کے لئے بھی خوشی کا باعث ہو گئی۔ آئندہ بھی جو سجیشنس (Suggestions) اس طرح کے آئینگے انکو قبول کیا جائیگا۔

میں ایک چیز یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مالکزاری کے تعلق سے جتنے بھی مالکان ہوں چاہے ایک دن کیلئے بھی مالک رہے ہوں وہ مالک کہلائے جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں مالک کس کو سمجھنا چاہئے۔ ایک دن کے مالک کو بھی سپورٹر (Supporter) مل جاتے ہیں۔ اس وقت سے بچنے کیلئے محکمہ آبکاری نے یہ کوشش کی ہے کہ محکمہ تحصیل میں رقم جمع کیجائے تاکہ کغذات سرکاری میں اوسی کا نام رہے جو واقعی مالک ہے۔ اس اصول کو ہم نے پہلے ہی تسلیم کیا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں پہلے بھی ہاؤز غور کر چکا ہے۔ آبکاری کے قانون میں ترمیم کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ جس کی اراضی میں جھاڑ ہیں اوسکو ایک حد تک حق مالک نہ ملتا ہے۔ ایسی صورت میں ٹیپار (Tapper) یا اونر (Owner) پر یہ ذمہ داری عائد کیجائے کہ بلا نمبر اندازی کے کوئی جھاڑ تراشنے نہ پائے اور اگر بلا نمبر اندازی کے تراشے جائیں تو اس پر ذمہ داری عائد ہو تو میں نہیں سمجھتا کہ اسمیں کونسی ایسی سختی ہے۔ جب آپ مالک کو سہولت دینا چاہتے ہیں تو اس پر بھی کچھ نہ کچھ ذمہ داری عائد ہونی چاہئے۔ مالک اراضی اتنا ہوشیار ہوتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اسکی اراضی میں کتنے درخت ہیں اور اسکو کتنا حق مالک نہ ملتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ایک روپیہ چودہ آنے کے حساب سے اسکو کتنی رقم مل سکتی ہے تو ظاہر ہے کہ اسکے علم میں اون درختوں کی تعداد رہتی ہے جو اسکی اراضی میں ہیں۔ جب وہ حساب رکھتا ہے تو اسکو کیسے معلوم نہیں ہوتا کہ اوسکی اراضی میں کتنے درختوں پر نمبر اندازی ہوئی ہے اور کتنے درختوں پر نہیں ہوئی ہے۔ یہ الزام لگایا گیا ہے کہ آبکاری کے عہدہ دار رشوت لیتے ہیں۔ اس چیز کو آنریبل منسٹر نے بھی محسوس کیا ہے۔ لیکن انکی حد تک میں یہ ضرور کہوں گا کہ انکے زمانے میں اسکا بہت کچھ انسداد ہوا ہے۔ اور ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں جو درخت بلا نمبر اندازی تراشے جاتے تھے انکی روک تھام ہوئی ہے جسکے نتیجے میں لاکھوں روپیہ کا آمدنی میں اضافہ ہوا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ بے ضابطگی اور خلاف ورزی کرنے والوں کو جرمانے بھی کئے گئے ہیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ چھپ چھپ کر جو طریقے اختیار کئے جاتے ہیں جو بے ضابطگیاں ہوتی ہیں انکو پازٹیو (Positive) طریقے سے بھی روکا جاسکتا ہے اور نیگیٹیو (Negative) طریقے پر بھی۔ ایک شہری کی حیثیت سے ہم سب کا فرض ہے کہ اگر کہیں بلا نمبر اندازی درخت

تراشے جارہے ہوں تو ہم اسکی اطلاع حکومت کو دیں اگر ہم اتنی پابندی اور ذمہ داری بھی قبول نہ کریں تو پھر ہم کس طرح ایک جمہوری حکومت کے شہری کہلا سکتے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جہاں کوئی ذمہ داری عائد ہو اسکو سختی پر مبنی کیوں تصور کیا جاتا ہے۔ اگر ہم اسی بھاؤنا (भावना) پر چلتے رہیں تو ہم کس طرح آگے بڑھ سکتے ہیں اور کس طرح ایک ڈیموکریٹک کنٹری (Democratic country) کے شہری کہلا سکتے ہیں۔

یہ بھی کہا گیا کہ یہ ”بھانڈول داری“ ہے۔ میں کہوں گا کہ یہاں ”بھانڈول داری“ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ گتہ دار کو گورنمنٹ گتہ دیتی ہے۔ یہ چیز اسمیں دیکھنے کی ہوتی ہے کہ پہلے ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ جتنے کلال ہوتے ہیں وہ اتنے انپڑھ ہوتے ہیں کہ جھاڑ پر نمبر اندازی ہوئی ہے یا نہیں وہ یہ بھی نہیں سمجھ سکتے۔ ہم انکو اتنا تو عقلمند اور دانشمند سمجھتے ہیں اور انکے درمیان سے مڈل من (Middle-man) کو نکالنا چاہتے ہیں۔ اس طرح ان کو انپڑھ بنانے کی کوشش نہ کرنی چاہیئے بلکہ اون پر جتنی ذمہ داری اصولاً عائد ہوتی ہے اسکو قبول کرنے کا اہل بنانا چاہیئے۔ جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اسکو نظر انداز کرنے کا جذبہ نہ رکھنا چاہیئے۔ حکومت یہ نہیں چاہتی ہے کہ بلا وجہ کسی پر سختی کرے نہ حکومت کا یہ نظریہ ہے اور نہ کسی شہری کو ایسا نظریہ اختیار کرنا چاہیئے کہ بلا وجہ کسی پر سختی ہو۔ حکومت کا نقصان چاہے ایک لاکھ کا ہو یا ایک روپیہ کا۔ نقصان بہر حال نقصان ہے اسکو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اسی درستی سے ہم نے دفعہ (۱۳) - اے میں یہ چیز رکھی ہے۔ اور دفعہ (۱۳) - بی میں جو امینڈمنٹ لائی گئی ہے وہ تو ٹھیک ہے لیکن فرض کیجئے کہ ایک مالک کی ایک اراضی ہے اور اسمیں دس پندرہ جھاڑ ہیں۔ اس کی رقم کتنی ہوتی ہے کیا معاملہ ہے اسکا حساب پٹیل پٹواری کے پاس نہیں رہتا اسلئے اسکے پاس رقم رکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ سارے حسابات آبکاری کے محکمہ میں رہتے ہیں۔ ایک شخص کے کئی حصہ دار رہتے ہیں کہیں قولدار رقم مالگزاری داخل کرتے ہیں ایسی صورت میں مالگزاری میں سے وضع کرنے کا طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ یہ جم نہیں سکتا۔ یہاں بیٹھ نہیں سکتا۔ اگر اس اصول کو مان لیں تو وہ رقم کہاں جائیگی پتہ نہیں چلیگا۔ کہا گیا کہ اگر کسی اراضی میں جھاڑ ہوں اور اس میں ٹینٹ ہو تو اوس ٹینٹ سے وصول کرنا چاہیئے میں نہیں سمجھتا کہ یہ بات کس اصول پر مبنی ہے۔ مالک نے اس کو سیندھی کا جھاڑ تراشنے کیلئے نہیں دیا ہے وہ تو صرف اراضی سے استفادہ کریگا اور اس کا محصول ادا کریگا۔ اس لحاظ سے اگر یہ اصول اختیار کیا جائے تو اسکا جو منافع ہوتا ہے وہ متاثر ہوگا اور یہ چیز کسی اصول کے مطابق نہوگی۔

شری گوپال راؤ - پتہ داروں اور قولداروں کو آبکاری کے جھاڑوں کا حق مالکانہ حاصل ہے۔ آنریبل ممبر کو غلط فہمی ہو رہی ہے۔ ہر شخص پر لازم نہیں ہے بلکہ کہا

کیا ہے کہ پروٹیکٹڈ ٹینٹ پر..... اگر پٹہ دار چاہے تو.....

شری جگناتھ راؤ چندرکی - آنریبل ممبر نے مرہٹی میں اسکو رکھا ہے۔ میں نے اسکا جو مطلب سمجھا اسکا جواب دیا ہوں۔ میں پروٹیکٹڈ ٹینٹ کے کوئی الفاظ نہیں ہیں صرف ٹینٹ کے الفاظ ہیں۔ اور ٹینٹ کی جو تعریف ہے اسکی لحاظ سے میں نے کہا ہے.....

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ۔ سیندھی کے درخت لگائے تو کیا.....

شری جگناتھ راؤ چندرکی - سیندھی کے درخت لگتے نہیں ہیں وہ خود اگتے ہیں۔ آخر میں میں یہ کہہ سکتا کہ ہمیں دیش کی بینائی کیلئے اور اسی درستی سے کام کرنا چاہئے اور اس درستی سے جو - جیشنس پیش ہوئے انہیں گورنمنٹ ضرور قبول کریگی۔

* شری گوپال راؤ - یہاں جو امینٹ منٹ آیا ہے وہ دفعات (۱۳) اے اور (۱۳) بی میں ہے۔ (۱۳) بی میں جو پراویژو ایڈ (Add) کرنے کی خواہش کی جا رہی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی پٹہ دار یا قنودار گورنمنٹ سے یہ کہے کہ میری رقم بھی واجب الوصول ہے اسکو یہی وضع کیا جائے تو یہ لازم نہیں ہے کہ وضع کیا جائے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر کسی کی رقم سرکاری رقم میں وضع کی جائے۔ آنریبل منسٹر نے کہا ہے کہ رقم منی آرڈر کے ذریعہ بھیجی جائیگی۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ حیدر آباد کے کئی مواضع میں پوسٹ آفس نہیں ہیں۔ یہ بات آنریبل منسٹر بخوبی جانتے ہیں مجھے وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر یہ چھوٹے چھوٹے رقومات ذریعہ منی آرڈر کس طرح روانہ کئے جاسکتے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ قنوداروں اور پٹہ داروں کے حقوق متاثر ہوں گے۔ مالک یا پٹہ دار سے رقم وصول کرنے کا حکم دیا جائے تو بہت ممکن ہے بعض مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ سرکاری رقم جو فی الواقع وصول طلب رہتی ہے اس سے کچھ زائد وصول ہو جاتی ہے ویسی صورت میں پٹہ دار یا قنودار کو جاکر وہ رقم واپس لینا پڑتا ہے۔ دو تین روپیہ کے لئے اسکو چکر کاٹنے پڑتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ دو تین جھاڑ اسکی اراضی میں ہوں تو اسکو چار چھ روپیہ وصول طلب رہتے ہیں۔ ان چار چھ روپیوں کے لئے اسکو وہاں جانا پڑیگا یہ منی آرڈر کے ذریعہ بھی روانہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ اسلئے یہ امینٹمنٹ پیش کیا گیا ہے اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ اس میں ہم ایسا رکھنا چاہتے ہیں۔

Provided that if the owner or/and any other person having interest in the land may get the deposit credited to the revenue assessment due on the said land and if in this respect a share of a tenant on the land is so credited he shall be entitled to deduct the sum so credited from the rent payable by him to owner of the land.

اسکی تحت گورنمنٹ کو اختیارات ملتے ہیں۔ اس پراویژو کے ایڈ کرنے سے سکشن کا مطلب

بھی فوت نہیں ہوتا - اسلئے میں عرض کرونگا کہ آنریبل منسٹر اس پراویژو کو قبول کریں - شری کے - وی - رنگار یڈی - مسٹر اسپیکر سر - میں نے ان سارے مباحث کو سننے کے بعد یہ محسوس کیا کہ میرے آنریبل دوست نے اس دفعہ کے الفاظ پر غور نہیں کیا ہے - اگر غور کرتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ اس ترمیم کی قطعاً ضرورت نہیں ہے - مجھے افسوس ہے کہ اتنا وقت تقریروں پر صرف کیا گیا حالانکہ وہ تقریریں اس سے قطعاً متعلق نہیں ہیں - میں بل کے اوس دفعہ کے دونوں اجزا کو پڑھ کر سناتا ہوں -

”جب سیندھی دینے والے درختان آبکاری بلا اجازت نامہ تراشے جائیں تو واجب الادا ٹیکس جہاں ممکن العمل ہو تراشنے والے سے یا اگر اس طرح وصول نہ کیا جاسکتا ہو تو قابض اراضی سے (اگر کوئی ہو) اور اگر درخت قابض اراضی کی ملک نہ ہوں یا اگر اراضی پر قبضہ نہ ہو تو اس شخص سے (اگر کوئی ہو) جو درختوں کا مالک ہو یا جسکے وہ قبضہ میں ہوں وصول کیا جاسکیگا بجز اسکے کہ وہ ثابت کرے کہ درختوں کو اسکے بلا علم تراشا گیا تھا“

میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسکو غور سے پڑھا جاتا تو اوس زور و شور سے اسکے خلاف نہ کہا جاتا جیسا کہ اب کہا گیا کہ وہ شخص یعنی قابض اراضی وغیرہ حیدر آباد میں رہتا ہے یا دوسری جگہ رہتا ہے اسکے باوجود آپ اوس سے وصول کرتے ہیں - اگر آپ اس دفعہ کو پڑھ لیتے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اتنی بحث میں جانے کی ضرورت نہیں رہتی - ایسے قابضوں پر یا قولداروں پر ہم نے ذمہ داری عائد نہیں کی جن کو اس کا علم نہ ہو کہ درخت کس نے تراشا - لیکن جن کو یہ معلوم ہے کہ کس نے درخت تراشا اون پر ہی یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے - ایک طرف یہ کہا گیا کہ ایک روپیہ چودہ آنہ یا دو روپیہ چار آنہ کے لئے اتنی بڑی رقم کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے - دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے کہ جب اتنی بڑی رقم خزانہ میں وہ جمع کرتا ہے تو اسکو نقصان ہوتا ہے اسلئے اسکو مالگزاری میں مجرا دینا چاہئیے - جب آپ اہمیت دیتے ہیں تو دونوں چیزوں کو دیکھئے - اگر اہمیت نہیں دیتے ہیں تو دونوں کے لئے کوئی اہمیت نہ ہونی چاہئیے - ہم نے یہاں رقم وصول کرنے کے مدارج قائم کئے ہیں پہلے تو تراشنے والے سے لینا چاہئیے اگر تراشنے والا نہ ملے تو پٹہ دار سے لینا چاہئیے - اگر پٹہ دار بھی خود کاشت نہیں کرتا ہے تو قولدار سے لینا چاہئیے - ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر کوئی تراشا ہے تو فقط ہم کو اطلاع دینا کافی ہے - جب لوگ عوامی حکومت کا دعویٰ کرتے ہیں تو کیا اتنی ذمہ داری بھی لینا نہیں چاہتے کہ جو درخت تراشا ہے اسکی اطلاع کر دیجائے؟ ان کو اتنی ذمہ داری لینا چاہئیے - اسکے بعد دفعہ (۱۳) ب کا ضمن (۲) ہے -

” (۲) تراشے ہوئے درختوں کی بابت مالکانہ فیس سرکاری خزانہ میں جمع کیجانیگی اور مالک یا کسی اور شخص کو جو اس کا مستحق ہو سرکار عالی کے مقررہ و معلوم طریقہ کے

بموجب ادا کی جائیگی۔۔ میں نے سرکاری خزانہ میں رقم حق مالکانہ جمع کرنے کے قطعی احکام دیئے ہیں۔ یہ احکام میں نے ۶۲ ف کے لئے دیئے تھے۔ ۶۱ ف کی آخر تک کمی حق مالکانہ کی رقم بطور خود لینے کا حق دیا گیا تھا لیکن ۶۱ ف کے آخر تک پٹہ داروں یا قولداروں کو سینکڑہ ۱ سے زیادہ نہیں ملا۔ چونکہ سینکڑوں درخواستیں اس خصوص میں میرے پاس پیش ہوئی تھیں کہ مستاجر جبراً تراشتے ہیں اور ہم کو رقم نہیں دیتے اس لئے میں نے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ خانگی معاملہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک طرف ہمارے معزز دوست امیر و غریب کا دم بھرتے ہیں لیکن جب اونکی حفاظت کے لئے قانون بنایا جاتا ہے تو مخالفت کرتے ہیں۔ میں نے غریبوں کی حفاظت کے لئے ہی یہ قاعدہ مقرر کر دیا تھا۔ اسکے باوجود بھی کہا جاتا ہے کہ یہ اون کے نقصان کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ جو غریب تھے اون کو حق مالکانہ کچھ بھی نہیں ملا۔ وہ لوگ جو اپنی زمین پر بغیر روپیہ دیئے مستاجروں کو قدم نہیں رکھنے دیتے تھے اون کو کامل حق مالکانہ ملا۔ اس طرح غریبوں کو حق مالکانہ کی کوئی رقم نہیں ملتی تھی اس لئے اونکی حفاظت کے لئے میں نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا کہ رقم سرکاری خزانہ میں داخل ہونے کے بعد عہدہ داران آبکاری نمبر اندازی کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ درخت جو پٹہ داروں یا کاشتکاروں کی زمین میں تھے وہ تراشے نہ جائیں گے جب تک کہ حق مالکانہ ادا نہ کیا جائے۔

شری کٹھ رام ریڈی۔ اگر تحصیل میں عذر داری پیش ہو کہ یہ درخت اوس کا نہیں میرا ہے تو پھر رقم کب تک وصول ہوگی۔

شری کے۔ وی۔ رنگار ریڈی۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ عذر داری یا جھگڑے کی نوبت نہیں آئیگی۔ کیونکہ رقم سرکاری خزانہ میں جمع ہوگی۔ میں نے قواعد وضع کئے ہیں جس کے تحت یہ انتظام کیا گیا ہے کہ ہر ایک پٹہ دار کے گھر پر منی آرڈر کے ذریعہ رقم بھیج دی جائے۔ اون کا احساس صرف آپ کو ہی نہیں آپ سے پڑھکر ہم کو ہے۔ ایک درخت کی رقم ایک روپیہ چودہ آنے حاصل کر۔ کے لئے اوسکو تحصیل جانا پڑتا تھا اور اس کے جانے آنے میں ہی یہ رقم خرچ ہو جاتی تھی۔ اسکے علاوہ وہاں رہنے کا خرچہ ہی تین چار روپیہ ہو جاتا تھا۔ یہ میں اچھی طرح جانتا تھا۔ اس لئے بلا ادائی حق مالکانہ درختوں کو نہ تراشنے کے لئے ہی یہ ترمیم لائی گئی ہے۔ عذر داری وغیرہ کا تصفیہ عدالت میں ہوگا جیسا کہ اب ہو سکتا ہے۔

شری ایم۔ بیچا۔ منی آرڈر کا خرچہ کون دیگا۔

شری کے۔ وی۔ رنگار ریڈی۔ آپ کو دینا پڑیگا۔

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکم۔ ”آپ“ سے مراد کیا آنریبل اسپیکر صاحب ہیں۔

Laughter

شری کے - وی۔ رنگاریڈی - آپ سے مطلب معزز ممبران سے ہے۔ تو اس طرح خزانہ میں رقم جمع کرنے کی ترمیم لائی گئی ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ قواعد بنائے گئے ہیں کہ تحصیل میں یہ رقم بمقام امانت جمع رہے اور آبان کے ختم پر ذریعہ منی آرڈر اس شخص کو پہنچادی جائے۔ یہ احکام دئے گئے ہیں ایسے انتظام کو آپ نے خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا۔ پہلے تو میں آپ کے اعتراض کا جواب دیتا ہوں۔

میسٹر ڈپٹی اسپیکر - کہا آپ اور ٹائم لینگے۔

شری کے - وی۔ رنگاریڈی - ہاں۔ آدھ گھنٹہ اور لونگا۔

میسٹر ڈپٹی اسپیکر - پھر ہم اب ہاؤز کو اڈجرن کریں گے اور پیر کے دن ۲-۳ بجے ملیں گے۔

8-10-S. E The House then adjourned till Half Past Two of the Clock on Mondy, the 28th September, 1958.